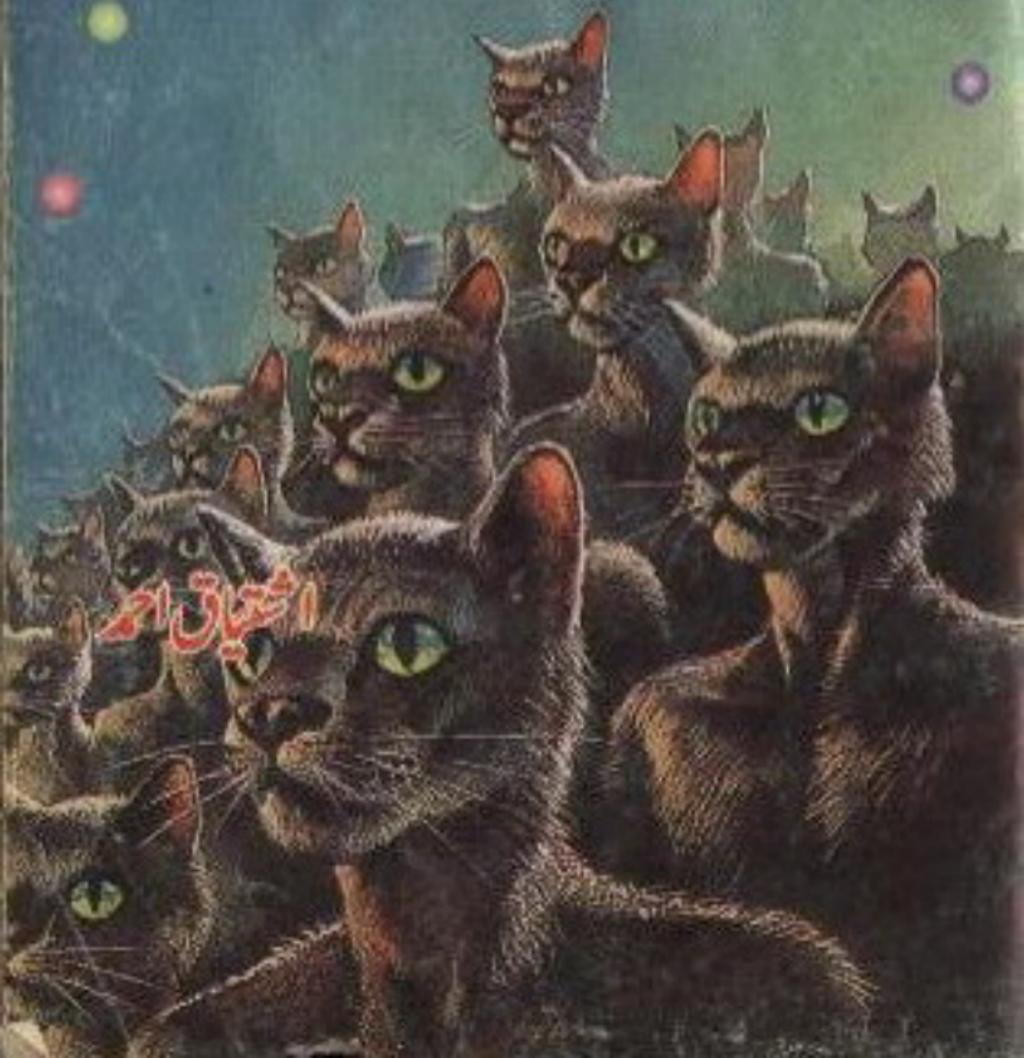


چند قطرے خون



الشحادق احمد



شروعِ اللہ کے نام سے جو بڑا میریان اور تہایت رحم کرنے والا ہے

محمود، فاروق، فرزاد اور
انپکٹر جمیلہ سیرین..... گول نمبر 692

چند قطرے خون

اشتیاق احمد

حیرت، تحسس اور سراغر سانی کے انوکھے رنگ!

جملہ حقوق حفظ میں

اس ہول کے ہم..... واقعات اور کردار سب فرضی ہیں۔

کسی قسم کی صائمت کے لئے اوارہا صفت ذمہ دار ہوں کے

ہم ہول..... چھ قدرے خون

ٹاش..... اشتیاق احمد

ترمین..... محمد سعید نادر

مرکو لیش..... محمد یار سعید

کچور..... اے۔ آر۔ قادری

دانیال کپیلوثرز، نواب مارکٹ۔ جنک

قیمت..... 18 روپے

جع ٹھر پر عز سے پچھو اک انداز بک ڈپو لاہور سے شائع کیا۔

12/9 نمبر لاپو۔ ساندھ کالاں۔ لاہور

تون 7112969-7246356

انداز یک ڈپو

ائناکٹ: محبوب بک ڈپو۔ اردو بیان ار لاہور

حدیث نبوی ﷺ

ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن نوح علیہ السلام کو لایا جائے گا، ان سے کما جائے گا۔ تم نے اپنی امت کو پیغام رسالت پہنچادیا۔ وہ کہیں گے۔ ہاں اسے میرے پروردگار۔ ان کی امت سے سوال کیا جائے گا۔ وہ کہے گی، ہمارے پاس کوئی پڑائے والا نہیں آیا۔ ان سے کما جائے گا، آپ کے گواہ کون ہیں۔ وہ کہیں گے، محمد ﷺ اور ان کی امت۔ رسول ﷺ نے فرمایا۔ تم کو لایا جائے گا، تم گواہی وہ کے کہ نوح علیہ السلام نے پیغام رسالت پہنچادیا۔ پھر رسول ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔

”اور اس طرح ہم نے تم کو افضل امت ملیا تاکہ تم گواہی دو لوگوں پر اور رسول ﷺ کو گواہ ہوں گے۔

مشکوہ شریف

(روایت کیا اس کو بخاری نہ)

قبورستان میں وفن ہے... اور کل آیا ہاں ایک اٹو دبنا... اٹو دبنا بھی کیسا۔
خبر کے الفاظ پسلے پڑھ لیں۔

”قادیانیوں کے بہشتی مقبرے میں اچانک ایک سیاہ رنگ کا
بوا اٹو دبنا پھر کیدار کو نظر آیا... اس کے اور ان خطا ہو گئے...
وہ مرزا یحییٰ کو بلاتے دوڑا... مرزا اُنی ڈنگے وغیرہ لے
کر بہشتی مقبرے میں داخل ہوئے اور اٹو دبے کو مارنے
کی کوشش شروع کی... لیکن وہ قبروں میں کہیں عائب
ہو گیا... ان کے ہاتھ نہ رنگ سکا۔“

اور میں کہتا ہوں... یہ مرزا یحییٰ کے لیے لودھر گری ہے،
عقل کے ناخن لینے کا موقع ہے... وہ ہوش کریں... کس کمر اسی میں
ذوبہ ہوئے ہیں... اگر یہ بہشتی قبر، ہوتا تو اس میں سیاہ رنگ کے
اٹو دبنا کیا کام... اٹو دبے قبروں میں مردوں کو عذاب دینے کے لیے
اللہ تعالیٰ مقرر فرماتے ہیں۔ احادیث میں آتا ہے... گناہ گاروں کو
اٹو دبے ملتے ہیں تو وہ ستر ہاتھ زمین میں دھنس جاتے ہے... پھر
اوپر آتا ہے تو اٹو دبنا پھر مارتا ہے... اور کہتا ہے میرے کے ساتھ
قیامت تک ایسا ہی ہو گا اور قیامت کے بعد بھی۔

لیکن جنت میں کسی اٹو دبے کا تصور بھی ممکن نہیں... آج تک
نہیں سنائی گی کہ جنت البقع میں کوئی اٹو دبنا کل آیا ہو... جنت کے
تمکروں میں بھی چھلوں... پھلوں... باغات، میوه جات، حوروں،

دوبا تم

السلام علیکم... چھ دن پہلے اخبار میں ایک خبر پڑھ کر میں
چمک اٹھا۔ خبر اوصاف اخیار میں تھی اور اس کی سرثی یہ تھی۔

”قادیانیوں کے بہشتی مقبرے میں اٹو دبنا کل آیا۔“
میں نے جلدی جلدی خبر پڑھی... خبر دا قتی دل خوش کن
تھی... حیرت انگیز تھی اور عبرت آموز تھی... یہ مرزا یحییٰ کے لیے
عبرت پکڑنے کا سنبھالی موقع ہے... خدا کے لیے وہ اس موقع کو نہ
کووا کیں... سیل...“

چناب گلر... ہے مرزا اُنی روہ کتے ہیں... کے سامنے،
مرڑک پار کر کے ان کا قبرستان ہے... یہ قبرستان بھی دو حصوں میں
 تقسیم ہے... اس کے ایک حصے کو بہشتی مقبرہ کا نام دیا گیا ہے... اس
میں مرزا یحییٰ کے بڑے وفن کیے جاتے ہیں... یہاں مرزا غلام
قادیانی کے بیٹے شیر اللہ بن محمود کو بھی دفن کیا گیا تھا... دوسرے
بڑے بھی بیس وفن کے جاتے ہیں...“

بقول ان کے... مرزا اُنی تھا... گھویا ایک نبی کی اولاد اس

غلانوں... بزرہ زاروں، چھپتے پرندوں کے ذکر ملتے ہیں... لیکن
کسی حدیث میں نہیں کہ جنت میں ساتپ یا اژدها بھی ہیں... ہا یہ جو
جہنم کا زیور ضرور ہیں...

جب کہ جہنم کو ضرور ایسی پیروں سے سچلا گیا ہے... تو اسی
جہنم کا یہ اژدہ اللہ تعالیٰ نے مرزا یوس کی قبروں پر سلط کر دیا
ہے... بھوکر رکھے ہیں لورنہ جانے ایک ایک قبر پر کتنے متعدد ہوں
گے۔ ایک تو اتفاقاً نظر آکیا... شاید اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تو چاہتے
ہیں... اس کے بعد سے اس کے دین کے تائیں ہو جائیں... اس کی
مرضی کے مطابق زندگی گزاریں...

لذا یہ مرزا یوس کے لیے ایک دارالنک ہے... کہ خود کو
اس اژدہ سے چالاو... حضرت محمد ﷺ کو آخری تھی مان لو... مرزا پر
لغت بھیج کر اسلام کے سایہ عالمت میں آ جاؤ... ورنہ پھر تم ہو گئے
اور یہ اژدہ ہو گا... ایسے ان گفت اژدہ ہے ہوں گے۔

اشتیاق احمد

چائے میں بال

”وہ تین دن سے اس کا انتظار کر رہی ہے... اس کا انتظار تم نہیں ہو گا جتاب... وہ بھی مر جائے گی... کچھ کریں...“
 فون پر کسی نامعلوم آدمی کے یہ الفاظ اپکرو جو شد کے لیے بھی عجیب بھی تھے اور پر اسرار بھی۔
 ”آپ کون بات کر رہے ہیں، سلسلے تو یہ بتائیں۔“
 ”افسوس امیں اپنا نام نہیں بتا سکا... وہ بھی بھی مارڈا لے گا۔“

”کون... آپ کس کی بات کر رہیں۔“
 ”جس نے جھٹے خال کو ہلاک کیا ہے... ایک بال معمولی بات پر... وہ جو چائے اس کے لیے منا کر لایا، اس میں ایک بال گزیا تھا... جھٹے خال نے وہ بال نہیں دیکھا... نہ اتنی سی بات پر اس نے سب کے سامنے اسے گولی مار دی۔“
 ”آپ کی ایک بات بھی سمجھ میں نہیں آئی... آپ نے بات کسی عورت سے شروع کی تھی۔“
 ”میں جھٹے خال کی بھروسی کی بات کر رہا تھا...“

”اوہ...“ وہ دھک سے رہ گئے... کیونکہ ایک دم اس کی
تمام باتیں ان کی سمجھ میں آئی تھیں۔

”وہ کون ہے... جس نے جھنڈے خال کو قتل کیا ہے۔“
”مر توڑے شاہ۔“

”مر توڑے شاہ... کیا کہ رب ہو گئی... وہ تو سنائے...
یہتھے سے جیر ہیں... لاکھوں آدمی ان کے مرید ہیں۔“

”جی ہاں امیں انہی کی بات کر رہا ہوں... میں بھی ان کی
حوالی میں ملازم ہوں... اور جھنڈے خال کے پڑوس میں رہتا
ہوں... اس کی وجہی تمن و نہ سے باربار مجھ سے پوچھ رہی... جھنڈے
خال کماں ہے... وہ مگر کیوں نہیں آیا۔“

”اببات سمجھ میں آئی... لیکن اس بات پر کوئی یقین نہیں
کرے گا... جب تک آپ خود عدالت میں بیان نہ دیں اور آنکھوں
ویکھاں بیان نہ کریں۔“

”میں... وہ... وہ مجھے مار ڈالیں گے... بیٹھے صاحب کے
جلاد۔“

”تو انہوں نے جلاود بھی رکھے ہوئے ہیں۔“

”جی ہاں اوہ جلاود بہت خالم حرم کے قاتل ہیں... انسان کو
اس طرح مار دیتے ہیں... جیسے کوئی تیونی کو مسل دے۔“

”تب پھر جھنڈے خال کو بیٹھا صاحب نے خود کیوں ہلاک
کیا؟“

”یہ بالکل اچاک ہوا... جو نبی اُسیں چاہئے میں بال نظر آیا... وہ
چاہئے... یہ کیا چاہئے میں بال... اتنی لاپرواٹی... یہ لوپھر انعام اس
لاپرواٹی کا۔“ یہ کہتے ہی انہوں نے پستول نکالا اور جھنڈے خال پر
گولی چلا دی... تکوئی اس کے سینے میں گلی... وہ چکر اکر کر اور دیگیں
جھنڈے اہو گیا۔“

”یہ ایک الزام بھی ہو سکتا ہے...“

”آپ کا مطلب ہے... میں جھوٹ پال رہا ہوں۔“

”نہیں... عدالت میں ان کا وکیل یہ سوال اٹھائے گا:...“

کہ یعنی ”کوہاں کماں ہے... اسے عدالت میں جیش کیا جائے۔“

”تھت... تو کیا آپ میری حقافت کی ذمے داری لیتے
ہیں۔“

”آپ اس وقت کہاں ہیں...“

”فون پر تھہ نمبر 112... سلطان کا لوٹی۔“

”یہ تو خود بیٹھا صاحب کی کا لوٹی میں ہے۔“

”جی ہاں امیں بیٹھیں سے فون کر رہا ہوں۔“

”تب آپ نے قفلی کی... آپ کو کسی نے دیکھا تو نہیں۔“

”نہیں... میں نے پوری اختیاط کی ہے۔“

”آپ کا نام۔“

”اسلام۔“ اس نے فوراً کہا۔

”ٹھیک ہے... آپ دیں شہریں... میں آرہا ہوں۔“

”آپ کا مطلب ہے... فون ہو تھا میں غصہ دیں۔“

”میں... کہیں آس پاس جیپ جائیں... آپ کی زندگی کو خطرہ ہو سکتا ہے... جو نبی میں جیپ لے کر اس ہو تھا کے پاس پہنچوں آپ چاروں طرف دیکھ بھال کر میری طرف آجائیں۔“

”گک... کیا میں واقعی خطرے میں ہوں۔“

”بماں بالکل۔“

”اللہ اپنادھم فرمائے۔“

”اچھا ایک کام اور کرتے ہیں... آپ فون ہو تھا میں ہی رہیں... اور فون پر علامہ بات کرتے رہیں... فون بند کر کے میری موبائل نمبر ڈائل کریں۔“

”تی... جی اچھا...“

انہوں نے اپنے نمبر اسے بتاویے، ساتھ ہی وہ جیپ میں نکل کر رہے ہوئے۔ اس وقت وہ دفتر میں تھے... اکرام کو انہوں نے ساتھ لے لیا۔

”اکرام... جیپ تم چلاو گے... اہمائی رفتار سے... سلطان کا لوٹی چلاتا ہے۔“

”تی... گک... کیا فرمایا... سلطان کا لوٹی۔“ اکرام زور سے پھونکا۔

”کیوں... کیا ہوا۔“

”بھروسہ توڑے شاہ بہت خطرناک آدمی ہے سر... اس سے

دور ہی رہیں۔“

”بات بہت خطرناک معلوم ہوتی ہے... اور اس نے موبائل نمبر ڈائل غیر نہیں کیے اب تک۔“ وہ چوکے۔

”بات کیا ہے سر۔“ اکرام پر بیشان ہو گیا۔

انہوں نے جلدی جلدی بات بتائی... پوری بات سن کر اکرام نے کہا:

”تب تو وہ مار اکیا غرب۔“

”میا مطلب... یہ تم کیسے کہ سکتے ہو۔“

”بھروسہ صاحب کے محل میں... جدید ترین آلات نصب ہیں... وہ یوں کس سے تھک نصب ہیں... وہاں کوئی پچھہ بھی کرے... بھروسہ کو خبر ہوتی ہے... پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اسلام بھروسہ صاحب کے خلاف فون پر کوئی بات کرنے نکل جائے اور بھروسہ صاحب کو خبر نہ ہو۔“

”لیکن بھی... اس نے باہر نکل کر پیک فون ہو تھا سے فون کیا ہے... اتنی حکل بھر حال اسے بھی ہے۔“

”اوہ... تب شاید وہ بیج جائے... لیکن ہمیں اور بیز چلانا ہو گا۔“

اور پھر انہوں نے جیپ اور رفتار پر پچھوڑ دی... جلدی ہی وہ سلطان کا لوٹی میں داخل ہو رہے تھے... اور پھر ان کی جیپ فون ہو تھا کے پاس رک گئی... دونوں فوراً یقین اتر آئے اور لگے چاروں

طرف دیکھنے... وہ دوپہر کا وقت تھا اور وہ بھی شدید گرمی کے موسم کی... ایسے میں چلچلاتی دھونپ مزاج پوچھ رہی تھی... اللہ اولہاں کون ہوتا... دوسرے سک کوئی نظر نہ آیا۔

"یا تو وہ موت کے خوف سے یہاں سے ہماں چاچکا ہے... یا گھر بیٹھا صاحب کے آدمی اسے پکڑ کر لے گئے ہیں۔" "اکرام بڑا لیا۔

"پسلے ایک منٹ انٹھا لار کر لیتے ہیں۔" "وہ بڑا اے... ایک منٹ گزر گیا... کوئی ان کی طرف نہ آیا۔

"ویسے اس نے فون کرنے کا وقت اچھا چنا تھا... اس وقت قریب قریب سب لوگ ہوئے ہوئے ہوئے ہیں۔" "اکرام نے مسکرا کر کہا۔

"وہ آگیا۔" انکیز جشید ہے۔
انہوں نے ملازم ناپ ایک آدمی کو جیپ کی طرف آئے دیکھا... یہ محل آبادی سے کافی دور تھا... کسی زمانے میں ایک بھٹکوئی ہوئی تھی... کسی چاکیرہ دار کی تھی... اس سے بھر صاحب نے خرید لی... اور پھر اس کو انہوں نے محل کی ٹھکل دے دی تھی... اب لوگ اس کو حوصلی بھی کرنے تھے اور محل کی بھی... اسلام نے نزدیک اک خوف زدہ اندزا میں کہا۔

"میں بال بال چا... اگر میں فون بو تھوڑی میں ہی کھرا رہتا تو مارا جائیا تھا۔"

"وہ کیسے؟"

"آپ کے موبائل نمبر ڈائل کرنے ہی رکھا کر محل کی طرف سے جلادوں کو آتے دیکھا... میں فوراً نیچے بیٹھ گیا اور مجھے جیسے فون لا ٹکھ سے نکل کر سر رک گیا... جب وہ بو تھوڑی طرف آئے تو میں اس وقت تک ایک درخت کی اٹ لے چکا تھا... وہ ادھر اور دریکھ کر واپس چلے گئے... اس لیے میں فوراً آپ کی طرف نہیں آیا تھا۔"

"تب آپ نے تھیک کیا... اب آپ مزید درونہ لگا میں... فوراً جیپ میں بیٹھ گیا۔"

"وہ جیپ میں بیٹھ گیا... اکرام جیپ کو واڑا لے چلا۔"

"مجھے اس بات پر تحریر ہے سر... کہ ان لوگوں نے اسے آس پاس ٹلاش کرنے کی کوشش کیوں کیں کی۔"

"ہاں الگ ہمن میں بھی محosoں کو رہا ہوں... خیر... پہلے ہم تصدیق کر لیتے ہیں۔" یہ کہ کردہ اسلام کی طرف مڑے۔

"تجھے نے لاش کا کیا کیا تھا۔"

"اس کے گرتے ہی جلادوں سے محیث لے گئے... مجھے میں معلوم... وہ کہاں لے گئے اے۔"

"اچھی بات ہے... اپنے گھر کا پہاڑتا ہیں۔"

"پہاڑا... اوہ اچھا... محل آبادی میں ہے میرا گھر۔"

اکرام نے جیپ کا رخ محل آبادی کی طرف کر دیا... جلدی وہ اس کے گھر کے سامنے اترے۔

"چلو بھی... جھنڈے خاں کے گھر کی طرف۔"

"ادہ اچھا۔"

ذو ان کے ساتھ چلا... ایک موڑ مزائی تھا کہ خوف زدہ
انداز میں پہنچے ہنا اور فوراً ان دونوں کی اوٹ لے لی۔

"کیا میں دوز لگادوں... " اس نے خوف کے مالم میں ہے۔

"کیوں کیا ہوا؟"

"جلاؤ رہے ہیں... غالباً وہ نیرے گھر کی طرف آئے ہیں۔"

"تم کھل طور پر اوٹ میں ہو جاؤ... "

"بچ... جی اپھا۔" اس نے کانپ کر کہا۔

"گھر اتے کی ضرورت نہیں... وہ ہماری موجودگی میں تم
پر حمل نہیں کریں گے۔"

"اگر انہوں نے مجھے دیکھ لیا تو فائز کیے بغیر رہیں گے بھی
نہیں۔"

"اگر انہوں نے یہ حافظت کی... تو وہ اس کا ہزار بھی پکھ لیں
گے... آپ غفرنہ کریں۔"

وہ ان کی اوٹ میں ہو گیا... چھ کے قریب قلنے والے
پاس سے گزر گئے... ان کے ساتھ ساتھ دیکھی اپنارخ تبدیل کرتے
چلے گئے... یہاں تک وہ نظر دوں سے او جمل ہو گئے...

"تو یہ آپ کی تلاش میں ہیں۔"

"خیال تو یکی ہے... " اس نے کہا۔

"ہمیں جھنڈے خاں کے گھر تک لے چلیں۔"

"اگر یہ لوگ میری تلاش میں وہاں تک پہنچ گئے۔"

"تو یکجا جائے گا... آپ چلیں۔"

وہ اپنیں جھنڈے خاں کے دروازے تک لے آیا... دستک
دی گئی... جلد ہی دروازہ لکھا اور ایک او چیز عمر خورت نظر آئی...
رولنے کی وجہ سے اس کی آنکھیں سرخ تھیں... اسلام کو دیکھ کر وہ بھی
کروں:

"اسلام بھائی... کچھ پتا چلا... آخر جھنڈے خاں کماں چلا
کیا۔"

"جھنڈے خاں اب اس دنیا میں نہیں ہے۔" انکلہ جمیلہ
وہ پڑے... کیونکہ اب اس خبر کو چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا
لگ کیا... کیا مطلب..."

"ہاں بھن... انہیں سر توڑے شاہ نے قتل کر دیا... آج
سے تین دن پسلے... میں آپ کو بتانے کی ہمت نہ کر سکا۔"
"نہیں... نہیں۔ وہ چلا اٹھی۔"

پھر اس کے رولنے کی آوازیں وہ سنتے رہے... اپاںک اس
نے کہا:

"جل... لیکن ان کی لاش کماں ہے؟"

"لاش اس نے کہیں چھپا دی ہے... میں نے ان سے
درخواست کی ہے... اب یہ لاش کو بھی تلاش کرائیں گے اور قاتل

اسی وقت خلندے اس کی طرف دوڑ پڑے۔

”خبر دلو... رک جاؤ... ورن اڑا کر رکھ دوں گا۔“ ان الفاظ کے ساتھ ہی ان کے ہاتھ میں پستول نظر آیا۔ انہوں نے ایک ہوالی فائزہ بھی کر دیا۔

فائزہ کی آواز سن کر وہ ایک جھٹکے سے رک گئے۔

”میں مطلب... کون ہو تم... جو ہمارے راستے میں آئے کی جرأت کر رہے ہو۔“ چھوٹے سر توڑے شاہ نے حیر ان ہو کر کہا۔
”خادوم کو اپنکٹہ جمیش کہتے ہیں۔“

”جب پھر پہلے اپنکٹہ جمیش کا کام تمام کیا جائے۔“ عدالتی کارروائی میرے ذمے۔ اس نے بلند آواز میں کہا۔
تمام خلندوں کا رخ ان کی طرف ہو گیا۔ وہ بے خوفی کے مالم میں ان کی طرف ہٹتے۔

”رک جاؤ... ورن گوئی چلا دوں گا۔“

”چلا دو میرے بادشاہ... یہ تواب نہیں رکیں گے۔“ چھوٹے سر توڑے شاہ نے کہا۔

”میں مطلب؟“

”ان کا ابیر انہیں حکم دے اور یہ حکم نہ مانیں... ہو نہیں سکتا۔“

”لیکن آپ چھوٹے تو نہیں... چیر کے چھوٹے بھائی ہیں۔“

”ان کے لیے میں بھی بیرون ہوں۔“

”اچھی بات ہے... اپنے مریدوں کی لاشیں اٹھانے کے

کو گر فتاہ بھی کیا جائے گا۔“

”یہ... یہ حدود توڑے شاہ کو گرفتار کریں گے... ہا ممکن۔“
وہ چھائی۔

”آپ غفرت کریں... یہ اپنکٹہ جمیش ہے۔“

”میں نہیں۔“

”آپ غفرت کریں اور اللہ پر ہمدرد رکھیں... کوئی پریشانی ہو تو نہیں ہتا ہیں... کوئی سلطہ ہو... نہیں ہتا ہیں... آئیے اسلام صاحب چلیں۔“

وہ وہاں سے مڑے ہی تھے کہ اسلام کو ایک زبردست جھٹکا لگا۔ میں اس وقت ایک بڑی گاڑی وہاں آکر رکھی اور اس سے ایک عجیب و غریب سا آدمی اتر احترا۔ اس کے ساتھ ہی پدرہ کے قریب سلسلہ آدمی اترے تھے۔

”پکڑو... اس نہیں کو۔“ عجیب و غریب آدمی نے بلند آواز میں کہا۔

”عن نہیں... نہیں۔“ اسلام نے جھیج کر کہا۔

”یہ کون ہے؟“ اپنکٹہ جمیش نے حیر ان ہو کر کہا۔

”چھوٹے سر توڑے شاہ۔“ اسلام نے فوراً کہا۔

”چھوٹے سر توڑے شاہ... کیا مطلب؟“

”سر توڑے شاہ کے چھوٹے بھائی۔“

”اوہ اچھا۔“

لیے تیار ہو جاؤ پھر۔ ”

یہ کر کر انہوں نے ان میں سے ایک کی ہاتھ پر فائز کروالا... اس کے من سے بلند چیخ لٹکی... اور وہ زمین پر گر کر تڑپے لگا، یہ دیکھ کر وہ سرے شکر۔

”خبردار... رکو نہیں... ورنہ پھر پیر صاحب کا جلال تمہیں بلا کر راکھ کر دے گا۔“

وہ شور چاق پھر آگے بڑھے... انہوں نے پھر فائز کیا... ایک اور گرا۔ ان سب کے پاس صرف ڈنڈتے تھے... پتوں نہیں تھے... ورنہ وہ اب تک فائزگ کر پڑتے تھے۔

”ہٹ جاؤ... نا الکتو... ایک طرف... اب میں اسے دیکھوں گا۔“ وہ گر جا۔

ڈنڈتے کائی کی طرح یہ مت گئے... انہوں نے چھوٹے کے ہاتھ میں ایک ہزار سا پتوں دیکھا... ساتھ ہی اس نے فائز جھوک مارا... انہوں نے جھکائی دی اور ایک فائز اس کی طرف بھی کروالا... پتوں اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور خون کا فوار اس کے ہاتھ سے مل پڑا... وہ ہاتھ کو پکڑ کر پٹختا چلا گیا۔

”خبردار... ہاتھ اوپر اٹھاوو... ورنہ...“ وہ سرد آواز میں بوالے۔

ان کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے... اس وقت تک اکرام اپنے ہاتھوں کو خون کر چکا تھا... جلد ہو لوگ دہاں چکنچ گئے۔

”اگر فائز کر لو... ان سب کو۔“

”موت کے من میں ہاتھ ڈال دیا ہے میرے بادشاہ۔“
چھوٹا زہری ہنسی ہے۔

”یہ تو اپنا شوق ہے... انہیں دفتر لے چلو بھی۔“ وہ بدلے جو بھی وہ دفتر پہنچے... آگی بھی صاحب کا پیغام انہیں ملا... وہ انہیں بیمار ہے تھے... وہ ان کے کمرے میں داخل ہوئے اور ہستہ زور سے اچھلے۔



ہم مجبور ہیں

آئی جی سادب کے کمرے میں وزیر اعلیٰ بینے نظر آئے...
اچھیں دیکھتے ہی وہ ہے لے :

"یہ آپ کیا کرتے پھر ہے ہیں اپنے جشید۔"
"میں سمجھا نہیں سہ۔"

"میں بتاتا ہوں ہشید... کیا تم نے سر توڑے شاہ کے
چھوٹے بھائی اور ان کے کچھ مریدوں کو گرفتار کیا ہے۔"

"اوہ اجی ہاں ایسے تو ہے۔"

"لیکن کیوں۔" وزیر اعلیٰ پر زور انداز میں ہاتھ مار کر ہے لے.
"تفصیل شاہ بتاتا ہوں سر... پھر آپ خود فصلہ فرمائیے گا کہ
میں کیا کرتا۔"

"تفصیل نہیں... آپ ان کی رہائی کی بات کریں۔" وزیر اعلیٰ
ہے لے

"سر انہوں نے قاتلانہ حملہ کیا ہے۔"

"کس پر؟" وزیر اعلیٰ فوراً ہے لے۔

"مجھ پر... میرے ماتحت اکرام پر... اور ایک شخص اسلام

"-

"غلط.. بالکل غلط.. یہ سفید جھوٹ ہے۔" وزیر اعلیٰ چلائے۔

"لگ کیا کماں آپ نے... یہ بات تو خیر نہیں مانی
جا سکتی۔ آئی جی صاحب نے فوراً کہا۔

"کون ہی بات؟" وزیر اعلیٰ نے چوک کر ان کی طرف
دیکھا۔

"اپنے جشید جھوٹ نہیں ہے لے۔"

"آپ خوش بھی میں جھاہا ہیں۔" وہ غرائے۔

"نہیں سہ... اس بات کو سب لوگ ہانتے ہیں... مانتے
ہیں۔"

"ان سب لوگوں میں میں شامل نہیں۔" وہ بھاکر ہو لے۔

"اس لیے سر کر آپ نے ہیں۔"

"نیا ہوں یا پرانا... آپ فوراً ان کی رہائی کی ہدایت دیں۔"

"آپ پہلے بات سن لیں۔" اپنے جشید نے منہ بیاہی۔

"میں جھوٹ سننے کا عادی نہیں۔"

"تب پھر حق کیا ہے؟" اپنے جشید نے تاگووار انداز میں کہا۔

"جیز توڑے شاہ کے چھوٹے بھائی... اپنے چند مریدوں
کے ساتھ کہیں جا ہے تھے کہ راستے میں آپ نے انہیں روکنے کی

کوشش کی... وہ نہ کرے... تو آپ نے ان پر قاتر گک کر دی۔"

"تو یہ کہانی سنائی آپ کو سر توڑے شاہ کے بھائی نے۔"

تو نہیں ہے، آپ بھوت ذہین آدمی ہیں اور قانون کو سمجھتے ہیں... عدالت میں ثبوت چھٹا ہے... نہ کہ زبانی یا تم۔"

"تب پھر ثبوت ہم عدالت میں پیش کریں گے۔"

"تو اس وقت تک کے لیے انہیں رہا کر دیں... جب

عدالت انہیں سزا اتنا نہیں... تو آپ انہیں جیل بخواہ جائے گا۔"

"اور یہ جوانوں نے قاتلان حملہ کیا ہے... ہاں یہ حملہ نہ کیا ہے تا تو شرور یہ معاملہ عدالتی کارروائی کے ذریعے ہی طے کیا جاتا، یہ ان کی غلطی ہے۔"

"اور میں کہتا ہوں، آپ کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں۔"

"میں کل انہیں عدالت میں پیش کروں گا... وہاں ثبوت بھی پیش کیا جائے گا۔" وہ مسکرا کے۔

"تو کل تک آپ انہیں میری خانست پر رہا کر دیں۔" "ذریعہ اعلیٰ نے فوراً کہا۔

ان پکڑ جیشیدنے پے بھی کے عالم میں آئی جی صاحب کی طرف دیکھا... جیسے کہ رہے ہوں۔

"اب میں کیا کوں سر۔"

"بھی جب وہ اپنی خانست پر چھڑا رہے ہیں... تو ہمیں کیا اعتراض..."

"سوال یہ ہے سر کے کیا یہ کیس قابل خانست ہے؟"

"یہ کمانی نہیں... حقیقت ہے۔"

"جب کہ میر امیان ہے، یہ ایک جھوٹی کمانی ہے۔"

"کمانی جھوٹ ہے یا حق... آپ کو ان کی بھی کمانی مانتا ہے... اور انہیں باعزت رہا کرنا ہے۔" وزیر اعلیٰ بولے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے سر... ان لوگوں نے یا قاعدہ ہیں عمل کرنے کی کوشش کی ہے... ساتھ ہی ایک غرب آدمی اسلام کو بھی، اور اسلام کا بیان ہے... کہ سر توڑے شاہ نے اس کی آنکھوں کے سامنے ایک دوسرے ملازم جھنڈے خاں کو عقل کیا ہے... وہ بھی ایک بہت معمولی بات پر... جو چائے مٹا کر لایا تھا، اس میں کوئی بال موجود تھا، بال کو دیکھ کر وہ آگ بکوالا ہو گیا... اور اسے کوئی باروی... پھر اس کی لاش کو ناقابل کر دیا گیا... یہ ذائقہ اب سے تین دن پہلے کا ہے۔"

"یہ کس کامیاب ہے... اسلام ہای ٹھص کا۔"

"تھی ہاں۔"

"تب پھر آپ اس بیان کی بیجا پر مقدمہ درج کرتے... اب نے انہیں روک کر فارمگ کیوں کی۔"

"پھر وہی بات سر... میں بتا چکا ہوں... ہم نے انہیں برداشت انسوں نے روکا اور فارمگ بھی انہیں نے کی... ہم نے تو سرف اپنا چاہ کیا ہے۔"

"لیکن آپ کے پاس اس بات کا ثبوت کوئی نہیں... میں نے

"اوہاں! اس کا فیصلہ ہم نہیں... حق صاحب کریں گے۔"
آئی جی صاحب نے فوراً کہا۔
"آپ... آپ بھی بھی کہہ رہے ہیں۔"
"سر امیں انپکل جیشید کو جانتا ہوں... بلاوجہ یہ کسی بات پر
نہیں لاتے۔"

"آپ کا مطلب ہے... میں بلاوجہ بات پر اڑ رہا ہوں۔"
وزیر اعلیٰ نے متھایا۔
"میں نے یہ نہیں کہا سر... یہ بتایا ہے کہ انپکل جیشید نے
انہیں گرفتار کیا ہے تو بلاوجہ نہیں کیا۔ انہوں نے جلدی سے کہا۔
"حق صاحب امیں آپ کے پاس اس لیے نہیں آیا تھا کہ
باتیں سنوں... میں آپ کو اپنے دفتر میں بانا کر آپ کو حکم ہمی دے سکتا
تھا... لہذا میں اب پھر کہ رہا ہوں... آپ انہیں حوالات میں نہ
رکھیں... باں عدالت کی طرف سے ان کی حفاظت نہ ہو تو ضرور
انہیں جیل بھی دیں... آخر اس میں کیا حرج ہے۔"

آئی جی صاحب نے پہ بھی کے عالم میں انپکل جیشید کی
طرف دیکھا:

"نجیک ہے سر... لیکن انہیں عدالت میں بھجننا آپ کی ذمے
دلہی ہو گی۔"

"بالکل... حاضر ہوں گے وہ... کہے تو تحریر لکھ دیں۔"
"میں بھی چاہتا ہوں۔ وہ سکرائے۔"

"کیا مطلب؟" وہ زور سے ہے۔
"آپ لکھ دیں۔"
"ضرور... کیوں نہیں... لا یئے کاغذ۔"
انہوں نے کاغذ پر چند لا نہیں لکھیں اور ان کی طرف سرا کا
دیا...
"اوکے سر... میں انہیں چھوڑ رہا ہوں... کل تک کے
لیے... لیکن وہ حق نہیں لکھیں گے۔" انہوں نے سر، آواز میں کہا۔
"انہیں عدالت کا فیصلہ منظور ہو گا۔" وزیر اعلیٰ سکرائے۔
اور پھر وہ دہاں سے کل آئے... وہ سرے دن عدالت میں
وہ سب حاضر تھے۔ انپکل جیشید انہوں نے تو انہوں نے مٹھی
انداز میں ان کی طرف دیکھا... پھر عدالتی کارروائی شروع ہوئی...
حق صاحب نے ساری بات سنی... آخر ہوئے:
"یہ دو طرف کے میان ہیں... آپ کے پاس ان باتوں کا
کوئی ثبوت ہے؟" انہوں نے یہ کہتے ہوئے انپکل جیشید کی طرف
دیکھا۔
"جی ہاں... بالکل... ہے۔"

"چیش کریں پھر۔"
انہوں نے اپنی گھری والا شیپ ریکارڈر آن کر دیا... سب
لوگ ان آوازوں کو غور سے سنتے رہے... آخر شیپ ختم ہو گی۔
"اب آپ کیا کہتے ہیں۔" حق صاحب نے چھوٹے

سر توڑے شاہ کے دکل کی طرف رکھا۔
”یہ آوازیں جعلی ہیں..... میرے پاس مضبوط شماوں
ہے۔“ دکل نے طنزیہ کہا۔
”پیش کریں۔“

”چھوٹے سر توڑے شاہ اور ان کے ساتھیوں کو وزیر اعلیٰ
صاحب نے کل صحیح کیا رہے اپنے دفتر بولایا تھا... یہ تمام وقت دہائی
رہے... یہ دہائی سے رات گیارہ جنگ لوث رہے تھے... اسکلہ جیشید
گھشت پر تھے... انہوں نے انہیں آوارہ گردی کے تحت گرفتار کر لیا۔
لہ بات صرف اتنی ہی ہے سر۔“

”آپ نے کیا کہا... یہ دہائی موجود رہے ہیں... وزیر اعلیٰ
صاحب کے پاس۔“ تجھے صاحب نے چونکہ کر کہا۔

”ہاں جناب... لندہ جس وقت کا واقعہ اسکلہ جیشید بیان
کرتے ہیں... اس وقت تو یہ لوگ دہائی موجود ہی نہیں تھے۔“

”لیکن آپ نے وزیر اعلیٰ صاحب کامیابی عدالت میں پیش
نہیں کیا۔“

”میں لے کر آیا ہوں سر... یہ رہاں کا تحریری بیان۔“
اب انہوں نے بیان پڑھا... ان کے پھرے پر حیرت دوڑ
گئی...“

”اب آپ کیا کہتے ہیں اسکلہ جیشید صاحب۔“
”یہ بیان بالکل غلط ہے... وزیر اعلیٰ تو خود کل شام آئی ہی

صاحب کے وقت میں موجود رہے ہیں اور وہ ان لوگوں کی چمات کے
سلسلے میں دہائی آئے تھے... اس بات کے گواہ آئی ہی صاحب ہیں اور
میرا یہ ثیہ پریکار ڈر بھی گواہ ہے۔“

”پہلے تو پھر وزیر اعلیٰ صاحب سے پوچھتا ہو گا۔“

”انہیں بلانا ہو گا سر... یہ معلوم نہیں تھا کہ معاملہ اس
کروٹ میخے گا۔“

”آوارہ گھنٹے تک اردو ایک روک دیتے ہیں... آپ انہیں
بلائیں۔“

”لیکن سر۔“

”دعاہر لکل آئے... ان کے پھرے پر الجھن کے آثار تھے...
آپ پر بیثان ہیں؟“ اکرام نے کہا۔

”ہاں اس لیے کہ معاملہ گڑھ لگتا ہے۔“

”وہ کیسے سر؟“

”اگر آئی ہی صاحب نے آگر ان کے جن میں بیان دے دیا
تو ۷۲“

”لیکن سر... وہ بھالا ایسا کیوں کرنے لگے۔“

”معاملے میں خود وزیر اعلیٰ شامل ہیں...“

”لیکن اب انہیں بلانا تو ہو گا۔“

”ہاں! کیوں نہیں۔“

اور پھر انہوں نے موبائل کے ذریعے انہیں اطلاع دی...“

ٹیس جمشید

عدالت کا رواں دوبارہ شروع ہوئی... آئی جی صاحب کا
میان ناگیا... انہوں نے اس بات سے ساف انکار کر دیا کہ وزیر اعلیٰ
ان کے فقرت آئے تھے اور وہاں اپنکر جمیش کو بھی بیلایا گیا تھا... اس
طرح سارے ایکس یک دم پلت کیا اور نئے صاحب نے سر توڑے شاہ
کے پھولے بھائی اور اس کے ساتھیوں کو باعزت بری کر دیا... اب
سب لوگ اپنکر جمیش کو بدی طرح گھور رہے تھے اور دہنی آوازوں
میں ان پر فقرت کس رہے تھے... وہ سر جھکائے باہر لکل آئے... آئی
جی صاحب ان کے ساتھ تھے... آخر دفتر میں داخل ہوئے:

”میں کچھ نہیں بتا سکتا جمیش۔“

”تی... کیا مطلب...“

”تم یہ جانتا چاہے ہو کہ میں نے عدالت میں بھوتا بیان
کیوں دیا... تو میں اس کی کوئی وجہ نہیں بتا سکتا۔“

”کوئی بات نہیں سر... لیکن تم اپنی حرمت کا کیا کریں۔“

”کسی طلاق میں رکھ کر بھول جاؤ اس کو... اور اب جاؤ...
آرام کرو... اس کیس نے تمہارے دل و دماغ کو بدی طرح متاثر کیا

وہ عدالت میں آگئے۔ ان کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا تو دوسرا
چارہ تھا۔

”خیر تو ہے سر۔“

”مجھے ان کے مطلب کا بیان دینا ہو گا جمیش۔“

”جی... کیا مطلب؟“ وہ اچھل پڑے۔

”ہاں جمیش... ہم... ہم مجبور ہیں۔“

”آخر ایسی کیا مجبوری ہے... یہ بھی تو بتائیں سر۔“

میں اس وقت عدالت کی طرف سے اٹھیں آواز دی گئی...
وہ پوچھ کاف اٹھے۔

”میں بعد میں وضاحت کروں گا جمیش۔“

یہ کہ کرو وہ عدالت کی طرف بڑھ گئے... اس وقت انہوں

لے اپنے جسموں میں سنتی کی لمبیں دوڑتی مجموعہں کیں۔



ہے... اللہ امیں تمیں تین دن کی چھٹی دیتا ہوں۔“

”بجھے چھٹی تمیں چاہیے سر۔“

”خیر... اس وقت تو تم کفر جاؤ نا۔“

”تبرت بکتر سر... میں جارہا ہوں۔“

یہ کہہ کر وہ وہاں سے فکل آئے... باہر اکرام کھڑا تھا۔

”کیا تباہ سر۔“

”وہ کچھ بتائے کو جیسا نہیں ہیں۔“

”خیرت ہے... کمال سے۔“ اکرام کے منہ سے لگا۔

”اور انہوں ہے۔“ وہ منکرائے۔

”اب... ہمارا کیا ہے۔“

”پچھیں... ہم اسلام کی حفاظت کریں گے... اور جھنڈے خال کے قتل پر کام کریں گے۔“

”لیکن آپ انہی نہیں سمجھے۔“

”میں نہیں سمجھے۔“

”خیر توڑے شاہ کے خلاف قدم اٹھا شیر کے منہ میں ہاتھ دیتا ہے۔“

”ایے کام تو پھر ہم کرتے رہتے ہیں۔“

”لیکن شہر میں خیر توڑے شاہ کے لاکھوں مرید ہیں... وہ آیدہ ہونے والے ایکشتوں میں صورت حال یک دم پلٹ سکتے ہیں۔“ اکرام نے کہا۔

”لک... کیا مطلب... یہ تم نے کیا کما؟“

”اصل مسئلہ ہی یہ ہے سر... ملک میں جلد انتخابات ہونے والے ہیں... حکومت کو اپنے طرف داروں کی اس وقت شدید ضرورت ہے... اور جیر توڑے شاہ اس وقت زرد سمت طرف داریں سکتے ہے۔ وہ جس کا طرف دار ہو جائے گا... اس پارٹی کو لاکھوں دوست گویاں جائیں گے... یہ ہے جیر توڑے شاہ کی طاقت کا راز۔“

”اوہ لوہ... اسی لیے میں کہتا ہوں... یہ جمورویت غیر اسلامی جمورویت ہے... اور ہم اس نظام کے لیے مرے جا رہے ہیں۔“

”میں ہاں! اب خور کریں... فرض کیا... آپ جیر توڑے شاہ کو جھنڈے خال کا قاتل ثابت کر دیتے ہیں... لاش بھی آپ لاش کر لیتے ہیں... اگرچہ یہ اب نہ ممکن ہے...“

”کیا مطلب... یہ تم نے کیا کما اکرام۔“

”اب آپ جھنڈے خال کی لاش کو ملاش نہیں کر سکیں گے سر۔“

”لیکن کیوں نہیں کر سکوں گا۔“

”میں نے ناہیں... اس کے محل کے نیچے ایسے بڑے بڑے تالاب ہائے گئے ہیں... جن میں نہ جانے کون کون سے کیمیکل ڈالے گئے ہیں... جب اس کے جلاور کی کو قتل کرتے ہیں تو اس کی لاش کو تالاب میں ڈال دیتے ہیں... میں وہ آدمی ان میں حل ہو جاتا ہے اور پھر تالاب کو خالی کر دیا جاتا ہے... اس میں نئے مرے سے“

کیمیکل ڈال دیا جاتا ہے اگلی لاٹ کے لیے۔

"تن نہیں۔" ان کے مت سے اسے خوف کے لگا۔

"یہی بات ہے سر۔"

"لیکن آج تک اس کے محل پر چھاپ کیوں نہیں مارا گیا۔"

"چھاپے مارنے سے پسلے کیا وارثت کی ضرورت نہیں ہوتی
سر؟" اکرام نہ سا۔

"بالکل ہوتی ہے۔"

"تو وارثت آپ کس سے جاری کرائیں گے۔"

"لیکن مجھے وارثت جاری کرنے کی ضرورت ہے...
میرے پاس تو زیادی میڈی وارثت ہیں۔" وہ مکرانے

"اوہ بہاں... لیکن۔"

"اب یہ لیکن تم کہاں سے لے آئے؟" انہوں نے منہ ملایا

"وہ اسی وقت وزیر اعلیٰ کو فون کرے گا اور آپ کو روک دیا
جائے گا۔"

"ہوں... نجیک ہے... گویا ہمیں اس کیس کو کسی اور طرح
لیتا ہو گا۔"

"میں تو کہتا ہوں سر... آپ اس کیس کو بھول دی جائیں۔"

"یہ... یہ تم کہ رہے ہو اکرام... تم سے تو لبکی امید نہیں
تھی۔"

"میں اپنے لیے نہیں سر... آپ کے لیے کہ رہا ہوں..."

میں نہیں چاہتا، آپ ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں۔"
اور میں جنہے خال کا کیا کروں اکرام۔" وہ ہو لے۔
"محمول جائیں۔"

"یہ نہیں ہو گا۔" انہوں نے فوراً کہا۔

"تب پھر... آپ کیا کریں گے۔" اکرام پر بیشان ہو گیا۔
"پا نہیں... میں گھر چاہا ہوں۔"

"آپ جو کچھ ہی کریں... پسلے بھوٹ سے مشورہ ضرور
کریں۔"

"اچھی بات ہے اکرام... انہوں نے سر ہلا دیا۔
گھر پہنچنے تو ہبہت پر بیشان نظر آرہے تھے... یہ دیکھو کر محمود،
فاروق اور فرزاد کے رنگ لازگے۔

"انتا پر بیشان تو شاید ہم نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔" محمود
نے چیر ان ہو کر کہا۔

"تو اب دیکھ لو۔" انہوں نے منہ ملایا۔

"گویا آپ غصے میں بھی ہیں... جب تو آپ پسلے بھٹک جائیں...
کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے جب کسی کو غصہ آئے اور وہ
کمز اہو تو بیٹھ جائے... بیٹھا ہو اہو تو لیٹ جائے۔"

"اچھی بات ہے... یہ لو میں بیٹھ گیا۔" وہ اسی جگہ فرش پر
بیٹھ گئے۔

"یہ... یہ کیا... آپ تو یہیں بیٹھ گئے۔"

”گویا میں بیٹھنے کے لیے پسلے صحن سک جاتا... لیکن اس طرح آپ ملکہ کی بدایت پ عمل کرنے میں دیر ہو جاتی۔“
”اوہ ماں! یہ بھی ہے... خبیر... اگر آپ کا غصہ کم ہو گی تو ہم تک پہنچیں... ای جان نے آج ناشتے میں بہت حرے کی چیزیں بتادی ہیں۔“ فاروق مسخر یا۔
”ناشترے میں... لیکن یہ ناشتے کا وقت کب ہے۔“
”شام کا ناشتا۔“

”اوہ اچھا... خبیر...“ وہ سکردار یہ اور ہم میں آگئے۔
”ناشترے سے پسلے پی نہیں... آپ پر پیشان کیوں ہیں۔“
”اس طرح تو تم بھی پر پیشان ہو جاؤ گے لور مزے دار چینیں بھی جیسیں بے مزہ معلوم ہوں گی۔“
”ہوں... اچھا... پسلے پھر پسلے ناشتا ہو جائے۔“
انہوں نے ناشتا کیا... چینیں داقی ہیت حرے کی ٹھانت ہوئیں... انہوں نے الگیاں چائیں... پھر انہوں کو رباتخواہ ہوئے...
”یہی ہے... ہمارے نبی کریم مسیح کا طریقہ... کھانے کے بعد الگیوں کو چاٹ لیا جائے اور پھر راتخواہ ہوئے جائیں۔“ وہ مسکرا کے۔

تینوں نے سر ہلا دیے... پھر فرزان نے کہا:
”اب بتائیں... آپ کس لیے پر پیشان ہیں۔“
انہوں نے تفصیل استادی...“

”گویا کیس کا ایک حصہ تو آپ ہدچکے ہیں... اب دوسرے پر کام کرنا ہے اور باقا عده و اربیث دکھا کر آپ اس محل کی علاشی نہیں لے سکتے گے۔“

”اکرام کا خیال یہی ہے۔“

”لیکن ہمارا خیال اس کے反 ہے۔“ فرزان نے منہ ملایا۔

”کیا مطلب؟“

”مطلب یہ کہ وہ علاشی لینے دیں یا شدیدیں... آپ کو پسلے ہی راستے سے کوشش کرنا چاہیے... جب تکام ہو جائیں... پھر پورا استادشاش کریں گے۔“

”تھی... پھر دراستا...“ فاروق نے کھونے کھوئے اندرا میں

۔۔۔

”کیوں... جیسیں کیا ہوا؟“ فرزان نے اسے گھورا۔

”یہ... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔“

”ہو سکتا ہو گا... جیسیں ہر وقت ناولوں کے نام ہی سوچتے ہے یہیں۔“

”تسارے خیال میں مجھے اور کیا سوچنا پا یہے۔“

”کام کی باتیں...“ گھوڑہ نہیں۔

”تو یہ ہے تم سے... کیا ناول کے نام کام کی بات نہیں

وئی۔“

”لیکن ہم میں سے کوئی مصنف نہیں ہے۔“

”نمیک ہے لا جان... ہمیں کیا... مارنے دو بھی مغز۔“
 ”اس کی ضرورت نہیں۔“ فاروق پتھر سے ٹلا۔
 ”کیا مطلب... کس کی ضرورت نہیں۔“
 ”مفترم اپنے کی... اس کے بغیر بھی کام چل جائے گا۔“
 ”کویا تم لوگ کہتے ہو کہ ہمیں قانون کے مطابق محال کی
 تلاشی لینا چاہیے۔“
 ”تھی ہاں بالکل۔“
 ”اوکے... پھر ابھی چلتے ہیں... در کوں لگائیں۔“
 اب انہوں نے اکرام کو فون کیا۔
 ”بھی اکرام... ان کا مشورہ ہے کہ پسلے قانون کے دائرے
 میں رہ کر محال کی تلاشی لی جائے۔“
 ”لیکن آپ لے قسمیں سکتے گے۔“
 ”ان دونوں کا کہنا ہے کہ ہم ایسا کر سکتے گے۔“
 ”قسمیں کر سکتے گے... انسیں عذر سر توڑے شاہ کے بارے
 میں کچھ بھی معلوم نہیں... اڑے۔“
 ”یہ اڑے کس خوشی میں۔“
 ”میں اسلام کو تو بھول ہی گیا... وہ اس وقت کمال ہے۔“
 ”حکایت کے خیال سے میں نے اسے ایک خیر مقام پر
 پہنچا دیا ہے۔“
 ”نہیں اکرام... اسے خیر شہزاد نمبر تین پر رکھا جائے۔“

”عجیاد یہ لگتی ہے۔“ فاروق نے منڈیا۔
 ”کیا مطلب... کس میں کیا یہ لگتی ہے۔“
 ”مصنف بننے میں... تم لوگوں کی اطلاع کے لیے عمر
 کروں... میں آج کل ایک ناول لکھ رہا ہوں... جا سو ہی ناول۔“
 ”کیا!!“ ان کے مند سے مارے حیرت کے نکل۔
 ”ہاں!! اس میں شک نہیں۔“ فاروق سُکر لایا۔
 ”کس میں شک نہیں۔“ محمود نے کھوئے تکھوئے انداز میں
 کہا۔
 ”اس میں کہ میں ان دونوں ایک عدد جا سو ہی ناول لکھ رہوں... جب
 مکمل ہو جائے گا، تب کسی پبلیشور کو دوں گا۔“
 ”اس کا نام کیا رکھا ہے۔“
 ”اہم نہیں رکھا... دیسے ہو سکتا ہے... چور استادی رکھ
 دوں... کیونکہ یہ نام اچھا ہے۔“
 ”یہ بیکار لوگوں کا کام ہے... اس کام سے باز آجائے... ورنہ
 اوہر کے رہو گے نہ اوہر کے۔“ فرزانہ نے گویا خبر دار کیا۔
 ”مجھے اوہر اوہر کے رہنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔“
 فاروق نے منڈیا۔
 ”اپکے جشنید کو میں آئیں... پھر وہ
 ”لکھ لینے دیں... جب پبلیشور کو پسند نہیں آئے گا تو خود
 من لکھ لے گا۔“

نے طنزیہ انداز میں کہا۔

”چاؤ بیساں سے ہوا کھاڑ... یہاں تم لوگوں کی دال نہیں
گلے گی۔“

”مگر گلائی دال گھر سے لے آئے ہیں۔“ فاروق نے من
بتایا۔

انہیں بھی آئی...

”سنومسٹر... ہمارے پاس وارنٹ ہیں۔“

”گلک... کیا... کیا کہا۔“ وہ حلق پھاڑ کر دعاڑا۔

”پاں ایسے اٹھاں دو اپنے پیر کو۔“

”ادب سے نام لو۔“

”بھی وہ تمہارے جو ہیں... ہمارے نہیں۔“

”تب بھی یہاں ان کے لیے ادب سے کام لینا ہو گا۔“

”اندر جا کرتا ہیں... پولیس آئی ہے... اس کے پاس تلاشی
کے وارنٹ ہے۔“

”بھیں بتائے کی ضرورت نہیں... بھیں تو پس یہ حکم ہے کہ
کسی تلاشی لینے والے کو اندر جانے نہیں دیا جائے گا۔“

”چاہے تلاشی کا وارنٹ ہی کیوں نہ ہو اس کے پاس۔“

”وہ تو خیر ہو ہی نہیں سکتا۔“

”اکرام... وارنٹ انہیں دکھادو... اس کے بعد بھی راستا نہیں۔“

”تو اسیں اڑا دیتا۔“

”جو حکم۔“

”اپنے ماتحت محل کے گرد مقرر کر دو۔“

”ہم بہت بڑی محیثت کو آواز دے رہے ہیں سر... ایسا
حناخت کے تمام تراجمات کر کے روشنہ ہوں۔“

”اچھی بات ہے... ہم انقلamat کر کے پھیل گے... میں
پروفیسر صاحب کو فون کر رہا ہوں۔“

”ہاں ایسے بھیک رہے گا... اور اپنی خفیہ فورس کو بھی حرکت
میں لے آئیں۔“

”ضرور... کیوں نہیں... میں دہاں بھیج رہا ہوں... تم ہم
روانہ ہو جاؤ۔“

آدھے گھنٹے بعد وہ اپنی جیپ سے محل کے سامنے اترے۔
محل کے دروازے پر سلے اور فونخوار قسم کے پہرے دار موجود تھے۔
اتھوں نے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا... لیکن جب وہ پیدل
چلنے ان کے نزدیک بھیج گئے... تب جھائے ہوئے انداز میں ایک
نے کہا:

”کیا ہے... کدھر من اٹھائے چلے آرہے ہو۔“

”محل کی تلاشی لی جائے گی۔“

”کیا کہا... یہ ہم نے کیا سننا... ایسی بات تو پسلے بھی دیکھی
سکی۔“

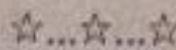
”تو اب سن لو... دیکھی بھی لو... اور سمجھ لو۔“ افریدی

یہ انگوٹھی

انہوں نے حیر ان ہو کر پروفیسر داؤڈ کی طرف دیکھا:
 ”یہ... یہ آپ نے کیا کہا... اکل۔“ محمود نے حیر ان ہو کر
 کہا۔
 ”میں نے کہا ہے... انپلز جمیڈ اب تم کچھ نہیں کرو گے...
 جو کر رہا ہے... اب میں کر دیں گا... تم اپنا پستول جیب میں رکھ لو۔“
 ”آپ کیا کرنا چاہتے ہیں... پسلے تو یہ تائیں۔“
 ”میں اس عمل کی اینٹ سے اینٹ جادو بنا چاہتا ہوں۔“
 ”لیکن ہم پسلے قانون کے مطابق عمل کرنا چاہتے ہیں
 پروفیسر صاحب۔“ اکرم نے تکبر اکر کہا۔
 ”وہ قانون کو نہیں مانتے... نہ وہ تم لوگوں کے دارث کو
 مانیں گے... نیقین نہیں تو آزمائیں۔“
 ”ہم یہی کریں گے... ابھی آپ حرکت میں نہ آئیں۔“
 انپلز جمیڈ نے تکبر اکر کہا۔
 ”لوکے جمیڈ... تم اپنا زور لگا لو... میں اس طرف ہٹ جاتا
 ہں... لیکن یہاں کام میں ہی کر سکوں گا...“ تم ان پرے داروں کا

”دیکھ... کیا کہا سر... اڑا دینا۔“
 ”ہاں بھی کہا ہے۔“
 ”یہ کہنا آسان ہے... لیکن کہنا مشکل۔“ ایک پھرے دار
 ہے۔

”اکرام۔“ انپلز جمیڈ کا لمحہ سخت ہو گیا۔
 ”میں سر... میں سر۔“ اکرام کا نپ گیا۔
 ان کے لمحے میں نہ جانے کیا تھا... پھرے دار بھی پھرے
 اٹھے... ایسے میں انپلز جمیڈ کے باتحہ میں پستول نظر آیا... لیکن
 ساتھ ہی پروفیسر داؤڈ کی آواز اکھری:
 ”میں جمیڈ... تم کچھ نہیں کرو گے۔“



پکھے بھی نہیں پہنچ سکو گے۔ ”ان کے لجھ میں ابھی تھی۔
”میرا مطلب... کیا یہ لوہے کے ہیں... میرا مطلب ہے...
کیا یہ روڈوٹ ہیں۔“

”نمیں... لیکن یہ بلک پروف لباس میں ہیں... ایسے لباس
میں جو ابھی ہمارے ملک میں آتا بھی شروع نہیں ہوا... میں اس لباس
کو پہچانا ہوں... یہ انشار جد کے ایک سائنسدان نے بنایا تھا اور جب
اس کی تماشہ ہوئی تھی تو اس نے مجھے بھی بدلا یا قہ۔“

”تب پھر یہ لباس ان کے پاس کہاں سے آ کیا؟“

”اس سوال کا جواب تم جھسروڑے شاہ سے پوچھنا... اب
کوئی کیا پروگرام ہے۔“

”پہلے ہم ہی ان سے بات کریں گے۔“

”اوکے! میں اس طرف بالکل تیار ہوں... جو نہیں تم اشارہ
کرو گے، میں حركت میں آ جاؤں گا۔“

”لیکن ہم ایسا کوئی قدم کیوں اٹھائیں۔“

”قدم اٹھائے بغیر یہ ٹالشی نہیں دیں گے... اور ہمیں ہیر
توڑے شاہ کو قاتل ٹاہت کرنا ہے۔“

ایسے میں اچانک خل کا دروازہ مکھا... شاید پھرے داروں
نے خپڑے طور پر اندر اطلاع کر دی تھی... انہوں نے دیکھا... پیچاں
کے قریب سلیخ آدمی آرہے تھے... ان کے ہاتھوں میں ایسا اسلو تھا جو
انہوں نے ابھی تک اپنے ملک میں نہیں دیکھا تھا۔

”کہوں جو شید... اب کیا خیال ہے... کیا تم اس اسلحے کا
 مقابلہ کر سکو گے۔“

”چا نہیں... ابھی مجھے معلوم نہیں کہ اس کی مارکماں تک
ہے... یا کیسی ہے۔“

”یہ اس دور کی خطرناک ترین راٹھیں ہیں... انسان کے
پیغام سے ازاکر رکھ دیتی ہے اور ان سے نشان نہیں لیتا پڑتا۔“

”تھی کیا مطلب... نشان نہیں لیتا پڑتا۔“

”میں دیکھنے جس سمت ہے... اس سمت میں فائز کر دو... گولی
خود دھن کارخ کرے گی... اور دھن نہیں بھیج سکے گا... جو شید جس
طرح تم پتوٹل کی گولیوں کے دار چالیتے ہوں... ان راٹھوں کے دار
نہیں چاہ سکو گے... اللہ انجھے میدان میں آنے دو... ورنہ نقصان میں
رہیں کے ہم سب اور ہر توڑے کو کوئی پر تھجھا بھی نہیں۔“

”ٹھیک ہے... آپ میدان میں آ جائیں... لیکن دار اس
وقت کریں... یہ جب یہ دار کرنے پر ٹل جائیں۔“

”فکر نہ کرو۔“

”آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟“ ایک جلاونے آگے بڑا گر
کھا... شاید وہ ان کا انچارخ تھا، راٹھل اس کے ہاتھ میں بھی تھی...“

”جو شید... یہ لوگ اسی بلک پروف لباس میں ہیں۔“

”ہوں... تو پھر تیار ہیں۔“

”میں سو فیصد تیار ہوں... خان رحمان... تم بھی مورچ
کا ٹھیکانہ کر دیجیں۔“

سنجال لو۔"

"او کے پروفیسر۔"

"اور نجود، فاروق لور فرزان تم بھی۔"

"لیں انکل۔"

یہ کیا ہو رہا ہے۔ "انچارج غریاب۔"

"بچک کی تیاری۔"

"کیا آپ لوگ پاگل ہیں۔"

"بھی بھی ہو جاتے ہیں... ابھی تک تھیک ہیں۔" "فاروق
نے منہ مایا۔

"اوہو... تم لوگ چاہتے کیا ہو؟"

"مغل کی تلاشی... اب یا آپ ہمیں تلاشی لینے دیں یا بچک
کے لیے تیار ہو جائیں۔" "انکھڑ جہیدہ لے۔"

"ہمیں تیاری کرنے کی ضرورت نہیں... کیا آپ کے پاس
وارثت ہیں۔"

"ہاں! ہیں۔"

"آپ وارثت دکھادیں... ہم اندر بھیج دیں گے... پھر
جو ہیر صاحب کا حکم ہو گا، وہ کریں گے۔"

"بیبات تو ہم پہلے ہی کہ رہے تھے کہ وارثت دیکھ لیں...
اور تلاشی لینے دیں... ان لوگوں نے کوئی بات سنی ہی نہیں۔"

"تھیک ہے... اب وارثت دکھادیں۔"

"اکرام... وارثت انہیں دے دو۔"

وارثت بخوبی پڑھنے کے بعد اس کے چہرے پر حرمت پھیل
جئی...
جئی...

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"ہم سمجھے تھیں جناب! آپ کا شمارہ کس طرف ہے۔"

"آلی ہی صاحب یہ وارثت جاری تھیں کر سکتے۔"

"وارثت آپ کے ہاتھ میں ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں...
آلی ہی صاحب یہ وارثت جاری تھیں کر سکتے۔"

"پہلے میں آلی ہی صاحب سے تصدیق کروں گا... ہو سکتا
ہے... یہ وحظی جعلی ہوں۔"

"آپ بخت میں سے ہو سکتا ہے، ہٹادیں... پھر دیکھنے میں
کیا کرتا ہوں۔" "انکھڑ جہیدہ مکارے۔"

"کیا کریں گے آپ۔"

"آپ کو عدالت میں گھیشوں گا۔"

"اوہ نہیں... آپ ایسا بھی نہیں کر سکتے گے... ہیر سر توڑے
شاواتت کم طاقت نہیں کر ان کے کارکن کو عدالت میں لے جالیا
جا سکتے۔"

"تب پھر آپ بے خوف ہو کر ہو سکتا ہے، بخت سے ہٹادیں
پوریوں کیں... یہ وحظی جعلی ہیں۔"

"پہلے میں آلی ہی صاحب سے بات کروں گا۔" اس نے مت

”جیسے آپ کی مرضی۔“

اس نے غیر وسائل کیے... سلسلہ ملنے پر ۱۱:

”شیخ صاحب! سر توڑے شاہ کا مرید خاص، شیخ شاہ بات کر رہا ہوں۔“

پھر اس نے تفصیل سنا دی... اس کے بعد رسور ان کی طرف بڑھا دیا:

”جیشید... یہ تم کیا کرتے پھر رہے ہو... بڑی مشکل سے تو چھوٹے سر توڑے شاہ والا مسلط ہم ہوا... اب تم ان کے محل بیٹھ گئے۔“

”کیا مطلب سر... کیا میں بھنڈے خال کے ٹل کو بھول جاؤں۔“

”کیا بھنڈے خال کی لاش ملی ہے جیشید۔“

”فیس سر... لاش عائب کر دی ٹھی ہے۔“

”کیا اس کی بڑی کی طرف سے روپرٹ درج کراہی گئی ہے جیشید۔“

”لیں سر... اس نے اپنے علاقتے کے پولیس اسٹیشن میں روپرٹ درج کراہی ہے۔“

”تو انہی کو آفیش کرنے دو۔“

”آپ بھول دیے ہیں سر۔“ وہ مسکرائے

”اور وہ کیا...“

”ان پیکٹر جیشید کو یہ اختیارات حاصل ہیں... وہ کسی بھی ملائی کا کوئی بھی کیس، کسی بھی وقت اپنے ہاتھ میں لے کر خود کام شروع کر سکتا ہے... اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا... یہ صدر صاحب کے انکامات ہیں... آپ ٹوٹی جاتے ہیں۔“

”ہاں ایسا بات ہے... لیکن بھیشید... اس طرح پورے ملک کا نظام گزیدہ ہو جائے گا... صدر صاحب نے یہت مشکل سے بھر توڑے شاہ کی سماعت حاصل کی ہے... اور اب ان کا ساتھ نہیں دیتے... تو پھر وہ جس بیانات کا ساتھ دیں گے... آئندہ حکومت اس پارٹی کی نت گی... یہ ہے اہمیت سر توڑے شاہ کی۔“

”سر! معاف بیکھے... میں بھنڈے خال کا کیا کروں... دوسری بات... اگر سر توڑے شاہ نے یہ قتل نہیں کیا... تب تو انہیں خوشی سے محمل کی خلاشی کی اجازت دے دینا چاہیے... اس طرح تو ان کی پوزیشن صاف ہو جائے گی... ورنہ بات چیزیں نہیں رہے گی... خال نہیں کے کابوں تک ضرور پہنچے گی... وہ تو اس حتم کی خبروں کی خلاش میں ہیں... اللہ اخوب چرچا ہو گا... اور الناتحسان ہو گا... اس لیے توڑے شاہ کو چاہیے کہ خود خلاشی دیں... خوش ہو کر دیں... تاکہ میں باہر نکل کر اخبارات کو بتا سکوں... میر سر توڑے شاہ بالکل بے گناہ ہیں... انہوں نے کسی بھنڈے خال کو قتل نہیں کیا... یہ ان کا خلاف پروپیگنڈا ہے۔“

”اور ہے بھی یہی بات... اسلام ناہی شخص ضرور مختلف

جماعت کا آدمی ہے اور انہوں نے ہی اسے توڑے شاہ کے ہاں
ٹانگ ملت کرنے کی پدایت دی ہو گی... تاکہ وہ اندر کی خبریں پہنچاتا
رہے۔"

"اس بات کا امکان ہے... لیکن اس صورت میں تو
توڑے شاہ کو خوشی سے ٹلاشی دینا چاہیے۔"

"اچھی بات ہے... تم ریسور ان کے ہاتھ کو دو۔"
اب آئی ہی صاحب شیر شاہ سے بات کرنے لگے... آخر
اس نے سیٹ مدد کر دیا لوران کی طرف مڑے:

"آپ... صرف آپ میرے ساتھ اندر آئیں... میں آپ
کو جیر صاحب سے طواڑتا ہوں... اگر وہ آپ کا طمیان کر دیں... تو
آپ واپس اوٹ جائے گا... آپ کا طمیان نہ ہو سکے تو گل کی ٹلاشی
لے جائے گا۔"

"منکور... وہ مسکرائے۔"
لیکن جمیل... ہم جیس ایکے اندر نہیں جانے دیں گے.. کم
از کم ہم ساتھ چلیں گے۔ "خان رحمان" ۔

"آپ ملرنے کریں... انہیں کچھ نہیں ہو گا۔"
تو تھی ہمیں ساتھ لے جانے میں آپ کا کیا نقصان ہے۔"
پروفسر داؤڈو لے۔

"اچھا خیر... آپ دونوں بھی آجائیں۔"
تب پھر جناب... ہمارا کیا قصور ہے۔ "محدو بول

"کیا مطلب؟"

"ہم بھی اس بھانے گل کو اندر سے دیکھ لیں گے... بہت
تریف سننے میں آگئی ہے... گل کے اندر دنی حصول کی۔"

"اچھی بات ہے... آپ بھی آجائیں۔" اس نے خس کر
کہا۔

پھر وہ اس کے ساتھ اندر داخل ہو گئے... انہیں بہت
حیرت ہوئی... اندر سے عمارت بہت طویل تھی... درمیان میں
ایک بہت پختہ سڑک تھی... سڑک کے دونوں طرف پھولوں کے
پودے لگے تھے اور ان میں رنگ بدگک کے پھول بہار دکھار ہے تھے۔
پھولوں کے درمیان چلتے ہوئے انہیں عجیب سی فرحت کا احساس
ہوتا رہا... سڑک کے دونوں طرف کرے تھے... انہیں تین منت
تک چلتا پڑا... پھر کہیں جا کر وہ ایک عالی شان دروازے کے سامنے
رکے... دروازے پر سونے کے تاروں سے کام کیا گیا تھا... شیر شاہ
نے دستک دی... دروازہ بکھرا اور ایک خوفناک گل کے آدمی نے
غرا کر کہا:

"یا ہے شیر شاہ۔"

"ان... ان لوگوں کو جیر صاحب سے ملوانا ہے... آئی ہی
صاحب سے بات ہو چکی ہے۔"

"اور جیر صاحب سے۔"

"آئی ہی صاحب اب تک ان سے بات کر چکے ہوں گے۔"

”میں آپ یہاں پہنچ رہے آئے ہیں۔“
 ”اگر کچھ لوگ میرا پہنچ سننے کے خواہش مند ہوں تو پہنچ
 بھی سا سکتا ہوں۔“
 ”میں بھی... رہنے دیں... اور کام کی بات کریں۔“
 ”کام کی بات... محل کی حلاشی یہاں چاہتے ہیں اب۔“
 ”کتنے ٹھیوں کی ضرورت ہے۔“ اس نے نفرت زدہ انداز
 میں کہا۔

”میا مطلب؟“ انکل جشید چوکے۔

”کتنے ٹھیوں کی ضرورت ہے... کہ تمہارا اور تمہارے
 ساتھیوں کا پیٹ ٹھر جائے۔“
 ”گویا حلاشی کے جائے آپ ہمیں روشنوت دینا چاہتے ہیں۔“
 ”میں لیے کہ وقت ج جائے گا آپ کا بھی اور جمارا بھی۔“
 ”آپ ہمارے وقت کی بات نہ کریں... ہم دن رات کام
 کرنے کے عادی ہیں۔“

”اوے کے... رقم تائیں۔“

”خان رحمان۔“

”ہاں جشید۔“ انہوں نے عجیب سے انداز میں کہا۔

”اس سوال کا جواب دیں۔“

”بہت اچھا۔“

”یہ کہ کر خان رحمان قدرے آگے آگئے... انہوں نے اپنی

”میں پا کرتا ہوں...“
 یہ کہ کر اس نے کھٹ سے دروازہ مند کر دیا۔
 ”محل میں مریدوں کا رش تو کس نظر آیا تھا۔“
 ”یہ وقت ملاقات کا نہیں ہے... ملاقات کے لیے اوقات
 متعدد ہیں... مرید صرف ان اوقات میں ہی آتے ہیں... وہ بھی
 نذرانے لے کر... نذرانے کے بغیر کوئی آتا ہے تو دروازے یہ
 موجود پہرے دارے اندرا نے ہی فیض دیتے۔“
 ”اوہ اچھا۔“

میں اسی وقت دروازہ کھلا... اور خوفناک آوازِ شانی دی۔

”ان لوگوں کو اندر بھیج دو شیر شاہ... ہم داپس لوٹ جاؤ...“
 تمہاری ذیوئی ختم۔“

”اوے کے سر۔“ اس نے گویا اطمینان کا سانس لیا۔

پھر وہ اندر واصل ہوئے... ساتھ ہی دروازہ کھٹ سے مدد
 ہو گیا... اندر پھولے ہر صاحب گدے دار کری پر اعتمان تھے اور
 اکلا کریٹھے ہوئے تھے... کی میریہ اس کے بازو اور ٹھیکیں اس طرح
 زور شور سے الیں کر دبایا ہے تھے، گویا نہیں اور کوئی کام نہ ہو۔

”اوہ... آخر تمہیں اے۔“

”اور میں کیا کرتا جاتا ہے۔“

”دیوار سے سر گلرا ایتے... معاملہ صاف ہو جاتا۔“

”خود کشی حرام ہے۔“ وہ مسکراتے۔

”آپ اپنے جو ہری کو بلا لیں۔“

”اچھی بات ہے... اب یہ کام ہو کر رہے گا... جو ہری اس

وقت بیٹھنے آیا ہوا ہے۔“

”یہ اور اچھا ہے... دیے کیا اب وقت شائع قصیں ہو رہا۔“

”اوہ... نہیں۔“ چھوٹا سیر توڑے شاہ سکرایا۔

پھر وہاں جو ہری چھپ کیا۔

”وزیر اس انگوٹھی کو دیکھنے کا... ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم اس کی قیمت ادا نہیں کر سکتے۔“

”یہ کیا فضول بات ہے۔“ جو ہری نے منہ بنا�ا۔

”میں نے بھی بھی کہا ہے کہ یہ کیا فضول ترین بات ہے...“

ہم اور ہیرے کی انگوٹھی نے خریدنے کیمیں۔“

”پہلے جو ہری صاحب انگوٹھی کو دیکھ لیں.... پھر بات کریں۔“

”تمیک ہے... کہاں ہے انگوٹھی۔“

”فرش پر پڑی ہے۔“

”ہیرے کی انگوٹھی اور فرش پر... اوہ ہاں... نظری ہیرے کی انگوٹھی۔“ جو ہری نے چوک کر کہا۔

”آپ پہلے دیکھ لیں، پھر بات کریں۔“

”یہ گئیں... میں نے انھائی لوریہ دیکھ لیا اس کو... اس...“

”اور سے اچھلا۔“

جیب سے ہیرے کی ایک انگوٹھی نکال کر اس کے آگے پہنک دی۔

”کیا مطلب... یہ کیا ہے۔“

”ہیرے کی انگوٹھی۔“ وہ لے

”کیا مطلب؟“

”ہیرے کی انگوٹھیاں ہماری بھیبوں میں پڑی رہتی ہیں... رشتہ لے کر ہم کیا کریں گے... آپ کے محل میں اس انگوٹھی کا کوئی جواب ہے؟“ انپرہن جمیڈ نے منہ بنا�ا۔

”ان... انگوٹھی کا جواب۔“ فاروق نے کھونے کھونے اندرا میں کمل۔

”کیوں... کیا ہوا؟“

”مم... میرا مطلب ہے، یہ تو کسی نادل کا ہام ہو سکتا ہے۔“

”حد ہو گئی... ہے کوئی نک۔“

”میں... ہاں تباہت ہو رہی تھی، رشتہ کی... میر صاحب، کیا آپ اس انگوٹھی کی قیمت ادا کر سکتے ہیں۔“ انپرہن جمیڈ لے

”یہ بھلا کیا مشکل ہے... میں کمزے کمزے اسے خرید سکتا ہوں، میکھ اس تھی سیکھڑوں انگوٹھیاں خرید سکتا ہوں۔“

”آپ سیکھڑوں کی بات جانے دیں... فی الحال ایک کی بات کریں۔“

”نہیں... میں اب ایک سے زائد خریدوں گا... شرط یہ ہے کہ یہ اصلی ہیرا ہو۔“

"لک... کیا ہوا؟" چھوٹے سر توڑے شاہ نے حیران
ہو کر کہا۔

"تن نہیں... نہیں۔" جوہری چلا اگد۔

"اوہ... کیا ہو گیا ہے۔"

"یہ... یہ انکوٹھی۔"

"اوہ... چلو کوئی بات نہیں... ہو گیا ہمارا اندازہ خلط... یہ
اصلی ہیرے کی ہے... تو پھر... ہیرے کی انکوٹھیاں الی جیز تو
نہیں کہ آپ دیکھ کر اچھل اچھل پڑیں۔" جوہر نے داسامہ مطیلہ
"حد ہو گئی... آپ قلط بھے۔" جوہری ہوا۔

"میں کیا خطا کھما اور حد کیوں ہو گئی۔" اس نے جل کر کہا۔

"سر! یہ انکوٹھی... میرا مطلب ہے، اس انکوٹھی کا ہیرا کوئی
عام ہیرا نہیں ہے... ایسا ہیرا تو ملک کے صدر کے پاس بھی
نہیں ہو گا... دنیا کے کسی عکران کے پاس بھی نہیں ہو گا... حرمت
ہے... یہ ان کے پاس کہاں سے آگیا۔"

"کیا... نہیں۔" توڑے شاہ نے یوکھلا کر کہا۔

"ہاں جتاب ایسا نایاب چڑھے... اس جیسا دوسرا ہیرا اپوری
دنیا میں کسی کے پاس نہیں ہو گا... یہ جس قیمت پر چاہیں... کسی بھی
حکران کے ہاتھ اس کو فروخت کر سکتے ہیں... بڑے سے بڑے ملک
کا حکران اس کی قیمت ادا کرتے ہوئے چکر اجائے گا۔"

"تن... نہیں... وہ پیچا۔"

"یہی بات ہے جتاب۔"

"آپ نہیں آپ نے یہ کہا سے لی؟"

"ہاہاہا... میری تو ہیر دل کی کائنیں ہیں... سوتے کی کائنیں

ہیں۔"

"خوب! تو اب مجھے بھی دکھانا بھی۔" توڑے شاہ نے کہا۔

جوہری نے انکوٹھی اس کی طرف بڑھا دی... وہ چند منٹ
تک انکوٹھی میں جوئے ہیرے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کو اپنی جیب میں
رکھ لیا۔

"میرا مطلب؟" ان کے منہ سے ایک سا تھوڑا کھلا۔

"کس بات کا مطلب پوچھ رہے ہیں۔"

"آپ نے انکوٹھی جیب میں کیوں رکھی۔"

"اپنی لگی... رکھی... میں جوچڑی اچھی لگ جاتی ہے...
یہ اس حاصل کر لیتے ہیں۔"

"آپ کا مطلب ہے... آپ نے انکوٹھی مفت میں رکھی۔"

"مرتا کیا نہ کرتا۔" جوہر مکر لیا۔

"خوب خوب! لیکن ہم بھادا سے فروخت نہیں کر سکتے۔"

"تو آپ سے بھادا پوچھ کون رہا ہے... آپ اس کو بھول

جا سکیں اور انگلی بات کریں... آپ حوصلی کی ٹھانی کس سلسلے میں لیتا

چاہے ہیں۔"

"پہلے انکوٹھی پر نہ بات کر لی جائے۔" خان درخان جلدی

”مجھے اور اور کی یا تم پسند نہیں ہیں... آپ حلاشی کی

بات کریں... انگوٹھی کی بھول جائیں۔“

”آپ پر الزام ہے... میر امطلب ہے... سر توڑے شاہ پر
الزام ہے... کہ انہوں نے اپنے ایک ملازم جھنڈے خال کو بلاک کیا
ہے۔“

”کیا بھوس ہے... بھلاسر توڑے شاہ... اتنے بے آدمی،
ایک معمولی ملازم کو اپنے ہاتھ سے ٹل کریں گے۔“

”آپ کا مطلب ہے... ایسے چھوٹے موٹے لوگوں کو وہ
اپنے ملازموں سے بلاک کر دیتے ہیں۔“

”اپنے ملازموں سے تمیں... اپنے جلادوں سے۔“

”خوب! کیا آپ کے ان الفاظ کو اقبالی الشاعر بھاجائے۔“

”یہ کیا پوچھا آپ نے... میں سمجھا نہیں۔“

”کیا آپ عدالت میں بھی یہ الفاظ دہرا سکتے ہیں۔“

اس لئے اس کے چہرے پر ایک رنگ آکر گز رکیا... پھر اس
نے گفتی جائی... فوراً ہی کرے کا درود ازہ مکلا اور ایک سیاہ رنگ کا آدمی
اندر دا غل ہوا... بالکل افریقہ کے جھیں جیسا۔

”میا حکم ہے آقا... کیا ان کے حکومے کر دوں۔“

”مکلوے کرنے کی باری بعد میں آئے گی... پہلے میر ان کو
بلاؤ... جلدی۔“

”لو کے آقا۔“ اس نے سر جھکا کر کہا... پھر جانے کے لیے

سے پہلے۔ ان پلے جشید مسکرا دیے، پھر انہوں نے کہا:

”فکرت کرو خان رحان... انگوٹھی ان سے ہم تم نہیں ہو گی...
توڑی دیر کے لیے انہیں اپنا دل خوش کر لے دیں... جب ہم یہاں
سے پہنچے لکھن گے، اس وقت یاد کرانا۔“

”یاد کرانا... کیا مطلب... یاد کیا کراؤں۔“ خان رحان نے
جیر ان ہو کر کہا۔

”میں کہ ابھی نہیں ان سے اپنی انگوٹھی واپس لینا ہے۔“

”اوہ اچھا!“ خان رحان خوش ہو کر کہا۔

”مر گئے واپس لینے والے۔“

”اور واپس دینے والے۔“ قادر وق نے پوچھا۔

”کیا مطلب؟“ چھوٹی سر توڑے شاہ نے جیر ان ہو کر
کہا۔

”اور واپس دینے والے زندہ ہیں یا مر گئے۔“

”وہ تمہارے سامنے زندہ سلامت موجود ہیں۔“

”یوں تو ہم بھی موجود ہیں پھر۔“ قادر وق نے منہ بھایا۔

”یہ لاکاپاگل تو نہیں؟“

”جی نہیں... البتہ۔“ محمود نے کہتا چاہا۔

”البتہ کیا؟“ وہ جلدی سی ہوا۔

”البتہ یہ دو سروں کو پاگل کر دینے کا ماہر ضرور ہے۔“

ہڑا... لیکن دروازے پر رک کر پھر ان کی طرف ہوا۔

"اب کیا ہے۔"

"ان کی کیا خود دست ہے... ان کا قصہ بھیں پاک کر دیجئے ہیں۔"

"لوہو... تم جاؤ... اگر انہوں نے بھی یہی مشورہ دیا تو اس پر عمل کریں گے۔"

"آپ کا تو لمبا پروگرام لٹا ہے جتاب اور ہمیں ذرا جلدی ہے۔" انسپکٹر جیشید نے جل کر کہا۔

"ہم ذرا اپنا قانونی حق استھان کر لے گئے ہیں۔"

"لگ... کیا مطلب... قانونی حق۔"

"آپ نے مدارالت کی بات کی ہے نا... تو ہم نے سوچا... ہم ہی کوں نہ اپنے وکل کو بلائیں... ذرا قانون کا مقابلہ قانون سے ہی ہو جائے۔"

"لوہ اپھا... واقعی یہ آپ کا حق ہے... تو کیا اتنی دیر تک ہم یہاں میکار بیٹھ رہیں گے۔"

"نہیں... اتنی دیر تک آپ اپنی امکونیتی کی بات کر لیں۔"

"لوہ ہاں! یہ تھیک رہے گا... لایے امکونیتی وابس... وہ آپ کی میخ نہیں ہے... اگر شوق ہے تو اس بھیسی دوسری عاصل کر کے اعلان کریں کہ آپ نے بھی اسکی حاصل کر لی ہے۔"

"بھر لیا امکونیتی۔" اس نے منہ میلا۔

"اصل بات ہیرے کی ہے... ویسے تو وہ امکونیتی بھی عام دھات کی نہیں یعنی سونے کی نہیں ہے، اس لیے کہ سونا پختا مردوں کے لیے حرام ہے۔"

"کیا بات کی آپ نے... حرام ہے... یہاں حرام طال کا ذکر کہاں سے نکل آیا۔"

"ہم جہاں ہوتے ہیں... موقع کے مطابق دوسروں کو دین کی بات ضرور تھاتے ہیں۔"

"مد ہو گئی... ارے میاں تم یہاں تم مغل کی حلاشی لینے آئے تھے... درہ میان میں نکال بیٹھے اپنی ہیرے کی امکونیتی... جواب میں میری جیب میں نہیں ہے... اب آپ لے بیٹھے دین کی بات۔"

"کیا کہا... جواب آپ کی جیب میں نہیں ہے۔"

"یاں! آپ لوگوں کے سامنے اگرچہ میں نے امکونیتی جیب میں ڈالی تھی... لیکن اب آپ اس کو میری جیب سے نکال کر نہیں دیکھ سکتے... لہذا آپ لوگوں کے لیے جیب میں نہیں ہے۔"

"آپ کے لیے تو ہے نہ۔"

"میری بات چھوڑیں... اپنی کریں۔"

میں اس لمحے دروازہ کھلا اور ایک لبے قد کا آدمی اندر ردا غسل ہوا، اس کے چہرے پر حدود بے بخی کے آثار تھے اور آنکھوں میں غم۔ "جسم پر کیلوں والا بیاس تھا... آتھی اس نے غرا کر کہا۔

"آپ کو ان لوگوں کی طرف سے کوئی پریشان محسوس ہوئی
ہے مر؟"

"اگرے نہیں... یہ بے چارے کیا پریشان کریں گے...
انہوں نے میں ایک بات قانون کی کردہ ای... تو میں نے اپنیسی
ہٹانے کے لیے آپ کو بلا لایا کہ قانون کے کھلاڑی ہماری جیجوں میں
پڑے ہیں۔"

"اس میں کیا مشکل ہے۔"

"لک... کیا کہا آپ نے... "فاروق کے لمحے میں حیرت
حی۔

"میں نے کہا ہے... اس میں کیا مشکل ہے۔" دکیل نے من
ٹھیا۔

"میں نے آپ سے نہیں سر پھوڑے صاحب سے کہا۔"
"کیا کہا... وہ غریباً۔

"اوہ سوری... زبان پھسل گئی۔"

"ہم زبان گدی سے سمجھ لیتے لیا کرتے ہیں۔"

"مشکل ہے جتاب... " محمود نے منٹھیا۔

"مشکل ہے... کیا مشکل ہے۔"

"وس کی زبان گدی سے سمجھ لی جائے... یہ بہت مشکل ہے۔"

"اندازہ جلد ہو گا... گلرنہ کرو... ہاں تو کیا کہنا چاہئے تھے

آپ۔" اس نے فاروق کی طرف دیکھا۔

"آپ نے قانون کے کھلاڑی ہو لاتھا... میں یہ کہنا چاہتا تھا
کہ یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکا ہے۔"

"حد ہو گئی... یہ یہاں کون پا گل لوگ جمع ہو گئے ہیں... یہ
تو مجھے پا گل کر دیں گے۔" چھوٹے سر توڑے شاہ جھلا اٹھا۔

"مجھے ان سے بات کرتے دیں جتاب۔" دکیل نے کہا۔

"اکی لیے تو طلبایا ہے... اور کیا یہاں آپ کا ایجاد ہا لاتھا۔"
اس نے منٹھیا۔

"نہیں سر... آپ فکر د کریں... آپ کو میرا اچادر ڈالنے کی
ضرورت محسوس نہیں ہو گئی... ہاں جتاب... اب آپ متائیں...
ہاں بہ آپ اپنے پکھر جمیل ہیں۔" دکیل ان کی طرف مڑا۔

پہلی بار انہوں نے اس کی زبان میں لرزش محسوس کی... گویا
وہ اپنیں پہچاننے کے بعد پریشان ہو چاہتا۔

"آپ کا اندازہ دورست ہے... اس محل کی خلاشی کا دورست
ہے ہمارے پاس اور میں... ہم یہاں کی خلاشی لینتا ہو جائیں۔"

"وارث... یہ کیسے ہو سکا ہے۔"

"نہیں... آپ تو وارث دیکھ لیں میں۔"

اس نے وارث دیکھے... آنکھیں گھما گئیں... پھر بولا:

"آئی جی نے آپ کے خلاف وارث جاری کر کیے دیا۔"

"اس سے بعد میں نہیں گئے... پہلے ان سے بات کر لیں۔"

چھوٹے سر توڑے شاہ نے کہا۔

”میں ایسا سوچ بھی نہیں سکا، لیکن اگر آپ میرے قانونی
مشورے چاہتے ہیں تو ان پر عمل بھی کریں۔“

”تب ہم پر انہار استادی اختیار کریں گے... آپ کو وکالت
کرنے ہے کریں... درستہ یہاں توازن لگ جائے گی و کیلوں کی۔“

”اس میں تو خرچ ٹکٹک نہیں۔“ وکیل مسکرا دیا۔

”کس میں لگ کر نہیں۔“

”یہ کہ یہاں و کیلوں کی لائسنس لگ جائے گی۔“

”آپ بھی ان لوگوں کی طرح ادھر ادھر کی باتیں کرنے
گئے۔“ سر توڑے کے لبچے میں حیرت تھی۔

”مجھے کوئی تیسرہ راستہ نظر نہیں آ رہا۔“ وکیل نے بھتی
کے عالم میں کہا۔

”تب پھر آپ را ام کریں... ہمیں اپنا کام شروع کرنے دیں۔“

”یہ اپنکے جیشید ہیں۔“

”تو میں کیا کروں۔“

”لوگے... میں جا رہا ہوں... آپ جائیں... آپ کا کام۔“

یہ کہہ کر وکیل ایک تھیکانے سے ٹڑا۔

”دیوچ لو۔“

سر توڑے نے سرد آواز منہ سے لٹکا... فوراً ہاں موجود
جلادوں نے اسے بھکڑا دیا۔

ہم... ہم... ہم...

”لوہ ہاں... خیر... آپ ٹلاٹی دے دیں... ہمارا کیا جاتا
ہے۔“

”آپ کا مطلب ہے... ہم انہیں محل کی ٹلاٹی لینے دیں...
آپ تو انکو خوبی و اپس کرنے کے لیے کہ دیں گے پھر۔“

”انکو خوبی... کیا مطلب؟“ وکیل اور پریشان ہو گیا۔

اب اس نے انکو خوبی کے بارے میں بتایا۔

”آپ سارے کام کر دیتے کے بعد مجھے بلاستے ہیں چناب...
میں نے پسلے بھی کہا تھا کہ آپ مجھے پسلے بلایا کریں۔“

”آپ کی بات ہمیں بعد میں یاد آتی ہے۔“

”خیر کوئی بات نہیں... اب آپ کے پاس درستہ ہیں...
پسلا یہ کہ محل کی ٹلاٹی دے دیں اور ان کی انکو خوبی انہیں واپس دے
دیں... اس صورت میں آپ ہر قسم کی ایمپھن سے بچ جائیں گے... اور
دوسرے راستوں پر انہار استتا۔“

”دوسرے راستوں پر انہار استا... اس جھٹے میں تو دوہام ہو گے
ہالوں کے... پسلا نام دوسرے راستا، دوسرے نام پر انہار استا۔“

”جب پھر وکیل صاحب... اب ہمیں پر انہار استادی اپنا
ہو گا۔“

”لیکن یہ راستا ہم ب کے لیے خطرناک ہو سکتا ہے۔“

”وکیل صاحب... کیا آپ یہ شاندار طرز مت پھجوڑ دیج
چاہتے ہیں۔“

اسی وقت ایک بُب میں پانی لاایا گیا... ان کے سامنے جو نہ
اپنے دنوں پر اس میں ڈال دیئے... پھر پانی کو جو دل سے ہلا کیا جائیا۔
آخر اس پانی میں سے ایک گلاں بھرا اگیا... وہ گلاں دلکش کو پیش کیا
گیا۔ اس نے کانپتے پاتھوں سے گلاں پکڑ لیا اور لے چلا منہ کی
طرف...“

”ایک منٹ جتاب۔“ ایسے میں انپکٹر جیشید سردا آواز میں
بُلے۔

”کیا مطلب؟“ توڑے شاہ نے حیر ان ہو کر کہا۔

”یہ انسانیت کی توہین ہے اور تم انسانیت کی توہین
روشت ہمیں کر سکتے تھے ایک دلکش صاحب آپ یہ پانی نہ دیں۔“
”حد ہو گئی... آپ کون ہوتے ہیں ہمارے معاملے میں
ہٹک اڑانے والے... یہ ان کی زندگی اور موت کا سوال ہے... اور پھر
مازامت کا بھی۔“

”ہو گا... سوال... ہمیں کیا۔“ انپکٹر جیشید نے منہ بھایا۔

”مطلب کہ آپ دل دے کر رہیں گے۔“

”جب اونکھی میں سردا یا تو موسلوں کا کیا ہو۔“

”تب پھر سن لیں... نہ آپ کی انگوٹھی آپ کو دی جائے
گی... نہ محل کی ٹھلاٹی دی جائے گی۔“

”آپ سن رہے ہیں دلکش صاحب۔“ انپکٹر جیشید مسکرائے۔

”ہاں اکیوں نہیں... میں سن رہا ہوں۔“

دھماکے کی برکت

وہ تیرت زدہ رہ گئے...“

”یہ... یہ کیا۔“

”گردن مردود اس کی۔“

”نہ نہیں... نہیں... بھج سے ظلطی ہوئی... مم نجتے محاف
کردیں... تمام زندگی آپ کے پاؤں دھو کر دھو کر بیوں گا۔“

”وعدہ کرتے ہیں۔“ توڑے شاہ نہیں۔

”باقی۔“ اس نے کہا۔

”پانی لاایا جائے... ہم اپنے پروردھونا چاہتے ہیں۔“

”لگ کے... کیا مطلب؟“ دلکش گیا۔

”اپنی آپ نے کما تھا... آپ ہمارے پاؤں دھو دھو کر مجھے
گے۔“

”وہ... وہ مم... نے محاور تاکما تھا۔“

”دیوچ لو... گردن مردودو۔“

”نہ نہیں... نہیں اچھا لھیک ہے... آپ پروردھو نہیں۔“

”واہ! یہ ہوئی ثبات۔“

”اوہ... جی ہاں... ہم سمجھے تھے... آج آپ کو اپنا جھنپڑا
آکیا ہے... اور ہمیں بھی اپنا جھنپڑا کرنے کی دعوت دے رہے ہیں۔“

بجھے تم تو ہمیشہ کی خیال کر لیتے ہیں۔“

”خیر کوئی بات نہیں... یہ خیال کر لینے میں کوئی حرج
نہیں۔“ وہ مسکرائے۔

”لیکن اب کیا ہوگا... یہاں تو ہوئے تو ہے کی پوری فوج
اجائے گی۔“

”اوہ ہاں... پلے سمجھے اپنی خیر فورس کو یہاں بلا لیتا چاہے...
تاکہ ہم کوئی خطرہ مولتے لے سکیں۔“

”اور ہے ہوش دکل کا کیا جائے۔“

”دکل کی گواہی ہمارے بہت کام آئے گی... اسے خیر
لہکان نمبر تمن پر سمجھ دیتے ہیں... جس روز گواہی ہوگی... میں اسی
روز ہاں سے اسے عدالت میں لا سکیں گے۔“

”یہ لمحک رہے گا۔“

پھر انہوں نے ایسا ہی کیا... ان لوگوں کو ہوش میں لا یا گیا...
پھر تو ہے شاہ جیرت زدہ انداز میں کافی دریک پلکیں جھپکاتا رہا،
آخر اس نے کہا:

”یہ سب کیا تھا... وہ حماکار کیا تھا۔“

”وہ حماکار اصل جادو کار حماکار تھا۔“

”گک... کیا کہا... جادو کار حماکار...“ فاروق نے گھبر اکر

”عدالت میں گواہی دیں گے ان کے خلاف۔“

”عن نہیں... آپ انہیں نہیں جانتے۔“

”لور آپ ہمیں نہیں جانتے۔“

”میں آپ لوگوں کو جانتا ہوں۔“

”اوہ کے... آپ گواہی نہیں دیں گے... پھر بھی ہم آپ کو
سیپانی نہیں پہنچنے دیں گے۔“

ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے پروفیسر داؤڈ کو اشارہ
کر دیا۔ ان کا ہاتھ حركت میں آیا اور پھر ہاں ایک بلکاساد حماکار ہوا...
ہاں موجود لوگوں کی تجھیں بلند ہو گئیں... پھر خاموشی چھاکی۔

”خان رحمان... تم اپنی انکوٹھی نکال لو... لور تم لوگ ان
سب کو باندھ دو... ان کے ہوش میں آئے سے پہلے پہلے... دیے
پروفیسر صاحب ایسے ہو گئی کا تقدیر کرنی دیر کا ہے۔“

”یوں تو یہ تمن سمجھنے سے پہلے ہوش میں نہیں آئیں گے...
ہاں ایک دوستگھائی جائے تو فوراً آنکھیں کھوں دیں گے۔“

”چلیجی پھر تو لمحک ہے۔“

”اور ہم کیوں سبے ہوش نہیں ہوئے انکل۔“ محمود نے
پوچھا۔

”جب ہم کسی ہم پر روانہ ہوتے ہیں... میں ایک ایک گولی
چوٹنے کے لیے تم لوگوں کو دیتا ہوں... آج وہ گولی میں نے گاڑی میں
دی تھی یا نہیں۔“

کہا۔

"میا ہو گیا ہے بھائی۔" محمود نے اسے سمجھو رہا۔

"م... میرا مطلب ہے... یہ تو کسی ناول کا نام ہو گیا۔
اندر داخل ہوا... اس نے اپنے جشید کو نمائت ادب سے سلام کیا،

ہے۔"

"حد ہو گئی... یعنی کہ۔"

"اور ہمیں باندھا کیوں گیا ہے... اور... وہ میں کہاں گیا۔

اس نے دھیانی پیدا کیں۔"

"ہمیں... انہیں پیاس نہیں تھی... اب پانی آپ کے لیے ہے...
تھی بار فون کر چکے ہیں... ہم نے ہر بار کی جواب دیا ہے، آپ ہم سے
یہ لیں... خان رحمن... ذرالان کی پیاس حفاظ۔"

"خبردار... میرے بیرونی کو دھوکہ حاصل کیا جانے والا
کے وہ زمین پر پاؤں نہیں نکالا ہے۔"

پانی بھی کو پار ہے ہو!"

"کیا مطلب... کیا آپ کسی اور کے پاؤں دھوکہ پانی ہی
چاہتے ہیں... تب پھر فرمائیں... آپ کے لیے کس کے پاؤں
بات نوٹ کر لیں... کہ ہمیں ہر حال میں محل کی تلاشی لیتا ہے..."
و ہونے چاکیں۔"

"ابھی تک بلے صاحب کو ان حالات کی خبر کیوں نہیں
ہوئی... یہ محل ہمارا ہے... اس پر ان کا بیتشہ کیسے ہو گیا۔"

"یہ سب اس دھماکے کی بروکت ہے... کیا آپ یہ بات اب
نک نہیں سمجھ سکتے۔"

"اب تم لوگوں نے اپنی قسمت تاریک کر لی... اس بات
لکھ لیں۔"

"لکھنے کے لیے قلم کا غذی ضرورت پیش آئے گی۔"

ایسے میں کمرے کا دروازہ کھلا... اور ایک سفید لباس والا

اندر داخل ہوا... اس نے اپنے جشید کو نمائت ادب سے سلام کیا،

پھر ہوا۔

"بڑے بھر صاحب تعریف لار ہے جیں۔"

"اچھا... کوئی بات نہیں... بس صرف وہ اندر آئیں۔"

"لوکے سر... ایک وزیر آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں... وہ

تھی بار فون کر چکے ہیں... ہم نے ہر بار کی جواب دیا ہے، آپ ہم سے

صرف ہیں... ہر بار ان کا پارہ چھتا گیا ہے... اور اب مارے گئے

کے وہ زمین پر پاؤں نہیں نکالا ہے۔"

"ان کی بات پھوڑو... اب ہمیں محل کی تلاشی تو لیتا ہو گی..

چاہے کوئی وزیر آئے یا ملک کا صدر ہی کیوں نہ آجائے... کیا تم نے یہ

بات نوٹ کر لی... کہ ہمیں ہر حال میں محل کی تلاشی لیتا ہے..."

"لیں سر... میں اس بات کو سمجھتا ہوں۔"

"اور کیا تم پوری طرح تیار ہو۔"

"بھی ہاں... بیکل۔"

"میں ایسا نہیں سمجھتا۔"

"کیا نہیں سمجھتے آپ۔"

"یہ کہ تم لوگ پوری طرح تیار ہو۔"

"لوہ سوری سر... مم... معافی چاہتا ہوں۔"

”ہم میں کیا تھک ہے۔“

”میا آپ نے جھنڈے خال کو محل کیا ہے۔“

”جھنڈے خال... کون جھنڈے خال۔“

”آپ کا ملازم تھا بے چارہ... چائے مارکر لایا تھا... چائے میں آپ کو بال نظر آیا... اس آپ نے اس غریب کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔“

”یہ آپ سے سس نے کہہ دیا۔“

”جس نے دیکھا ہے... اس کا نام بھی س سے ہے... وہ آپ کے خلاف عدالت میں گواہی دے گا۔“

”مر گئے گواہی دینے والے... اور یہ کیا... تم لوگوں نے میرے بھائی اور حویلی کے ملاز مول کو باندھ کیوں رکھا ہے۔“

”یہ ہم پر حمل کرنا چاہیے تھے۔“

”تم لوگوں کو پر حمل کرنے کی بھلا کیا ضرورت ہے... تم تو بغیر حمل کیے ہی نیست وہاں ہو جاؤ گے... اسلام جس روز کا یہ واقعہ تھا ہے... اس روز تو ہم محل میں موجود ہی نہیں تھے اور پھر ہم عدالت میں سوال انھائیں کے... ااش کہاں ہے۔“

”اور میں جواب دوں گا... ہم ااش ان کے محل سے خلاش کر چکے ہیں۔“

”کیا دن میں خواب دیکھنے کے عادی ہو۔“

”میں تورات میں بھی بہت کم خواب دیکھتا ہوں۔“

”جاوہ... جلدی کرو۔“

”عن اس وقت دروازے پر توار و ارو سک دی گئی... سامنے ہی گرج دار آواز سنائی ہوئی :“

”یہ سال کیا ہو رہا ہے... یہ سرتوڑے شاہ کا محل ہے یا کوئی کھلیار خانہ۔“

آواز بہت بلند تھی لور بھادری بھر کم تھی... انہوں نے خیر فورس کے کارکن کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

”لیں سر... یہ بلاے والے ہیں۔“ تھہ مسکرا یا۔

”اد کے... تم جاؤ اور سیار شروع کرو۔“

وہ چپ چاپ دروازہ گھول کر نکل گیا... اور ہر بڑے توڑے شاہ اندر داخل ہوئے... ان کا حلیہ سمجھ و غریب تھا... بہت بڑی بڑی موچیں... ڈالگی بھی بے تحاشاب ہوئی... سکھوں بھی... پھرے پر موچیں زیادہ نظر آرہی تھیں باقی پھر گویا ان کے جیسے پھسپ کیا تھا... اور دونوں ہوت تو بالکل نظر میں آرہے تھے... آنکھیں بالکل گول تھیں... الوداں چمکیں... سر پر اگر دیسگ بھی ہوتے تو وہ بالکل جن نظر آتا... لیکن بھر حال دیاں سینگ میں تھے... تاہم انہوں نے خیال ہی خیال میں اس کے سر پر دو سینگ بھی کھڑے کر لیے۔

”یہ سال کیا ہو رہا ہے۔“

”آپ بلاے سرتوڑے شاہ ہیں؟“ انہوں نے پوچھا۔

"تو پھر جاؤ... کیوں اپنے پاؤں پر کلاہی ملانے پلے آئے
ہو... میں حسیں ایک موقع دے رہا ہوں۔"

"ہم گل کی ٹالشی لینے کے لیے آئے ہیں اور ٹالشی لے کر
جائیں گے۔"

ایسے میں فون کی گھنٹی ٹکتا انجی... بڑے بیدار نے فون کی
طرف قدم بڑھائے۔

"شمیں... فون ہم سیل گے۔"

"یہ کیلیات ہوئی... یہ میرا گل ہے... آپ کا وفتر نہیں۔"

"آپ زیر حراست ہیں۔"

"کیا!!! وہ چیخنا۔

ادھر انپکڑ جسید نے ریسور انھالیا اور دوسری طرف کی
بات سن کر ان کے منہ سے نکل گیا۔

"کیا!!!"

☆☆☆☆☆

آخری کوشش

دوسری طرف صدر صاحب تھے جو رانسوں نے فون میں

کہا تھا:

"جسید اس سر توڑے شاہ کا گل فوراً خالی کر دو... ان کے کسی
آدمی کو گرفتار نہ کرنا... ان کے بھائی کو کچھ کہنا... اور فوری طور پر
تم میرے پاس ایسے ان صدر پلے آؤ۔"

"معاف کرنے سر... اب یہ نہیں ہو سکا... جو سر توڑے
شاہ نے ایک شخص بندھا ایک بھت فربع شخص... اپنے ملازم جھنڈے
خان کو قتل کیا ہے... یعنی گواہ ہمارے پاس موجود ہے۔"
"(یعنی گواہ... کیا کوئی ان کا مخالف تھا؟) گواہ نہیں بن سکتا۔"

"اگر یہ بات ہے... تو پھر مکمل کام ہے... آخر دہ ایک
جیتا جائیں انسان تھا... کوئی معلوم نہیں کہ توڑے کر پھینک دیا ہو گا۔"

"اسے ٹالش کرنا تمہارا کام ہے... پلے اس کی ااش کو
ٹالش کرو... پھر کسی پر الزام عايج کرنا... جب تک ٹالش نہیں مل
جاتی، اس وقت تک ہم سر توڑے شاہ خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا
سکتے۔"

"میں ان کے خلاف کوئی قدم نہیں اخندہا سر... صرف محل کی ٹلاشی لیتا چاہتا ہوں... اور یہ ٹلاشی جستنے خال کی تلاش کے سلسلے میں ہے۔"

"لمحیک ہے... تم ٹلاشی لے لو... لیکن اس سے زیادہ کچھ اور نہ کرنا۔"

"ہمیں کچھ لوار کرنے کی ضرورت نہیں۔" انہوں نے منہ عطا۔

انہوں شاید جل بھن کر کما۔

"اچھا فون کار ریپور سر توڑے شاہ کو دیں۔" صدر صاحب نے جھلا کر کما۔

انہوں نے مسکرا کر ریپور اس کی طرف ہذاہ دیا... صدر کی بات سن کر توڑے شاہ چلا اٹھا۔

"یہ... یہ آپ کیا کہ رہے ہیں... میں ہرگز ٹلاشی نہیں دوں گا... اگر ایسا کیا کیا تو میرے مرید ملک کی ایک سے ایک جادیں گے... کیا آپ چاہتے ہیں... ملک کی ایک سے ایک جادی جائے۔"

"نہیں... میں ایسا کیوں چاہوں گا کھلا۔" صدر صاحب گھبرا کر بولے۔

"تب پھر اپنیں حکم دیں کہ یہ بہاں سے فوراً لوٹ جائیں۔"

"آپ نہیں جانتے سر توڑے شاہ..." صدر صاحب نے

سر د توڑ میں کمل۔

"اور میں کیا نہیں جانتا، یہ بھی تو نہیں۔"

"یہ کہ یہ کوئی عام انسان نہیں ہیں... ان پکڑ جشید ہیں... ان کی بھی ملک میں ایک طاقت ہے... یعنی ملک میں ان کے حاوی شاید آپ کے مریدوں سے بھی زیادہ بکال آئیں۔"

"مجھے ان باتوں سے کوئی غرض نہیں... آپ مجھے ذرا نے کی کوشش نہ کریں۔"

"میری معلومات اس وقت بہت خوفناک ہیں سر توڑے شاہ... آپ وقت کی بخش پر ما تھوڑے بھیں اور انہیں ٹلاشی لینے دیں... آخر اس میں آپ کا کیا تھصان ہے... اگر آپ نے یہ جرم نہیں کیا تو وہ اس شخص کی ٹلاش کو کس طرح ٹلاش کر لیں گے بھلا۔"

"مجھے نہیں معلوم... میں توہن محل کی ٹلاشی نہیں دوں گا۔" "اب قانون ان پکڑ جشید کا ساتھ دے گا... آپ سوچ لیں۔"

"قانون میرے نزدیک کچھ نہیں ہے... اس کو تو ہم خود بانٹتے ہیں... خود توڑتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے... آپ ذرا ریپور ان پکڑ جشید کو دیں... میں انہیں سمجھاتے کی کوشش کرتا ہوں۔"

"ہاں! یہ ہوئی باتات۔"

اب پھر ریپور ان پکڑ جشید کے کان سے آنکل۔

زبانی طور پر دوک سکتا تھا... سو جس کو شش کر پکا... قانون میں اُسیں
نہیں روک سکتا... لہذا آپ جائیں... انپکٹر جسید جانے۔"

"لمحک ہے... یہ تو میں نے کہا ہے... آپ درمیان سے
ہٹ جائیں... مجھے اس سے خود فیصلہ کر لینے دیں۔"

"میں درمیان سے ہٹ رہا ہوں... آپ ایک کو شش
کچھ گا آپ۔"

"اور وہ کیا؟"

"انپکٹر جسید آپ کے محل کی ٹلاشی نہ لینے پائے... اگر
انہوں نے ٹلاشی لے لی... اور آپ نے یہ جرم کیا ہے تو پھر مجھے
لیں... وہ ااش بھی ٹلاش کر لیں گے آپ کے خلاف تمام تر ثبوت
بھی حاصل کر لیں گے... کیا کچھ گا آپ۔"

"وہ ایسا نہیں کر سکتیں گے... میں اپنے مریدوں کی فوج کو
آواز دے چکا ہوں۔"

"اور وہ... صدر رکھتے رک گئے۔
اور وہ کیا؟"

"اور وہ اپنی فوج کو آواز دے چکے ہیں۔"
کیا کہا... ان کی فوج... یہ ان کی فوج کہا سے آگئی... فوج
تو ملک کی ہوتی ہے۔"

"ان کے پاس بھی ایک فوج ہے... خفیر فورس۔"
یہ فوج اُسیں کل تے دی... کیا قانون تے؟"

"جسید... تم ہی ماں جاؤ۔"

"اگر یہ ٹلاشی نہیں سر... تو پوری دنیا میں ہمارے ملک کا
نداق اڑایا جائے گا... کیا ایسا پہنچ کرتے ہیں... جب قانون کے
مطابق ایک کام ہو رہا ہے تو سر توڑے شاہ کو اس قانون کا احراام کرنا
چاہیے... اگر انہوں نے جرم نہیں کیا تو اُسیں پرواہی ہوئی چاہیے...
جب اُس نہیں ملے گی اور میں کوئی جرم ثابت نہیں کر سکوں گا تو کیا اس
طرح ان کی تیک نامی میں اضافہ نہیں ہو گا لورڈ نامی ہمارے پلے
آئے گی... یہ کیوں نہیں سوچتے۔"

"میں نے ہر طرح اُسیں مجبور کیا ہے... لیکن یہ بھی نہیں
مانتے۔"

"تب آپ درمیان سے ہٹ جائیں... معاملہ ان کے اور
میرے درمیان رہنے دیں..."

"اب... اب شاید بھی کرنا ہو گا۔" صدر صاحب نے مجبور
ہو کر کہا۔

"خیر یہ سر۔"

"ریسیور پھر سر توڑے شاہ کو دو جسید... میں ایک آخری
کو شش اور کروں۔"

"جی... ہاں... خود کیوں نہیں۔"
لورڈ خیر ریسیور سر توڑے شاہ کے کان سے آگا۔
"سر توڑے شاہ... انپکٹر جسید نہیں رکیں گے... میں اُسیں

”پاں! لگ کا قانون مانے والوں نے۔“
- ”کیا!!“ سر توڑے شاہ علی بار خوف زدہ انداز میں چلا
الھا۔

”ہاں جناب! اسی لیے میں اتنی دیر نے آپ کو سمجھا تھا...
یہاں لاشوں کے ڈھیر توگ کتے ہیں... اسکریز جمیلہ یچھے نہیں ہٹ
سکتے۔“

”خیر دیکھا جائے گا... میرے پاس بھی کچھ کم مرید نہیں
ہیں۔“

”لوکے... اب میں اجازت چاہوں گا... اب یہاں جو کچھ
ہو گا... اس کی ذمے داری آپ پر ہو گی... کوئی نکل قانون اسکریز جمیلہ
کی طرف ہے۔“

”میں اسے یہاں سے نکھل جاتے ہیں نہیں دوں گا۔“
”لوکے...“ یہ کہ کر صدر صاحب نے فون ہند کر دیا۔
پھر جو نبی سر توڑے شاہ نے ریسور کان سے بٹھایا۔ اس کی
گروں کی بڑی اسکریز جمیلہ کے بازوؤں میں آئی... اس کے منہ سے
مارے خوف کے ایک چیخ نکل گئی۔

”یہ... یہ کیا... چھوڑ دو بھگے... تمہیں ٹلاشی لیتا ہے... تو
یہ ٹلاشی لینے کا کون سا طریقہ ہے۔“

”آپ نے خود ٹلاشی لینے کے درست طریقے سے انداز
کیا ہے... اب ہم اپنے طریقے سے ٹلاشی لیں گے... کوئی نکل جس

طرح آپ ٹلاشی دینا چاہئے ہیں... اس طرح تو یہاں لاشوں کے
اندر لگ جائیں گے... لیکن میں چاہتا ہوں... ایک انسان کا بھی خون
نہیں... لور رنگ چوکھا آئے۔“

”یہ رنگ چوکھا آپ کماں سے لے آئے۔“ قاردق کے لجھے
میں حیرت تھی۔

”وہ سکرا دیے... اوہ انہوں نے سر توڑے شاہ سے کما...
”اب آپ اپنے مریدوں کو حکم دیں... ان میں سے کوئی
درکت نہ کرے... درکت وہ بھی ہے موت مارے جائیں گے۔“

یہ کہتے ہوئے انہوں نے تھوڑا اسادباڑا اور ہھاڑا دیا... اس
کے منہ سے ایک چیخ اور نکل گئی...“

”حکم دیتے ہو یا میں گردہ توڑوں۔“

”میں... میں... میں حکم دے رہا ہوں۔“

”یہاں سے نہیں... محل کی پہنچ پر چلو۔“ وہ غرائے۔
اب وہ اسے محل کی پہنچ پر لے آئے... انہوں نے دیکھا۔
محل کے چاروں طرف ہر کے مرید موجود تھے... لیکن ان کی خفیہ
فورس وہاں نظر نہیں آرہی تھی۔ یہ دیکھ کر پھر توڑے شاہ نے حیران
ہو کر کہا:

”یہ... یہ کیا... یہاں تو آپ کی کوئی فورس نہیں ہے۔“

”وہ خفیہ فورس ہی کیا... جو نظر آئے... وہ خفیہ جگہوں پر
مور پھے سنپھال ہیگی ہے... تم کو تو ایک آدھہ قاتر کر ادول ان سے...“

”وہ میں نے خود کرائے تھے... آپ لوگوں کو متوجہ کرنے کے لیے۔“

”جو حکم آپ کا۔“

انپلکٹ جمشید اس طرح سامنے کیا ہوا تھا کہ خود اس کی ادٹ میں چھپ گئے تھے اور باتی لوگ تو پسلے ہی الگوں پیشے تھے... ایسے میں محل کی چھت پر ایک آواز انہری۔

”انپلکٹ جمشید... آپ پیر صاحب کو پھوڑ دیں... ورنہ۔“

☆...☆...☆

لیکن اس طرح ایک دو آدمی چل سکی گے۔“

”خُ... خالی فائز کراں میں۔“

”اچھا ہو نہیں سکی۔“

اب انہوں نے اپنے آلب کی مدوسے انہیں پیغام دیا۔

”چند ہوائی فائز کر کے انہیں نتاں کر آپ یہاں موجود ہیں۔“

”اوکے سر۔“

فوراً کئی فائز ہوئے...“

”اب کیا خیال ہے۔“

”تمیک ہے... میں اعلان کرنے کے لیے تیار ہوں۔“

”اب آئے ہو پہاڑ کے نیچے...“ فاروق مکرایا۔

اب اس نے بندہ آواز منہ سے نکالی۔

”میرے مرید و... انپلکٹ جمشید صرف یہاں کی ملاشی لینا چاہتے ہیں... پسلے میں غلط ٹھیکی میں جلا تھا کہ وہ یہاں پکجے اور کارروائی کرنا چاہتے ہیں... لہذا جب ہم نے کوئی جرم کیا ہی نہیں تو ہم کیوں لڑیں... یہ لڑائی قانون سے ہو گی جس کا فائدہ آخر ہمیں ہو گا... لہذا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ملاشی دے دی جائے... لہذا آپ لوگ اپنے اپنے نہ کانوں پر لوٹ جائیں... اب یہاں آپ کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔“

”اور... اور پیر صاحب یہ جو فائز ہوئے تھے۔“

ثبوت

وہ پچک کر مزے... انہوں نے دیکھا... نگلی تکوار پر و فیر
داود کی گردن پر کمی ہوئی تھی اور وہ پجت پر چلتی لینے ہوئے تھے۔
اپر آتے ہوئے وہ اس پھرے دار گوند دیکھ کرے جس کی ذیوفی شاید
ہامت پر تھی...۔

ایک لمحے کے لیے وہ پچکا گئے۔

”میں تمہارا من موٹیوں سے بھر دوں گا... پھرے دار۔“

”مکری ہجر صاحب۔“ اس نے خوش ہو کر کہا۔

”اوے کے... آپ تکوار گردن پر سے ہٹالیں... میں ہجر
سر توڑے شاہ کو پھوڑ رہا ہوں۔“

”نہیں... پہلے آپ اُسیں پھوڑیں۔“

”اوے کے... میں اُنہیں پھوڑ رہا ہوں۔“

میں اس لمحے خان رحمن حرکت میں آئے... ان کے
پستول سے ایک گولی لٹلی اور سیدھی اس کے دماغ میں کھس کی... اس
کے دو ٹوں ہاتھ تکوار کے دستے پر سے ہٹ گئے اور وہ پجت پر گر کر
ترانپنے لگا۔

”جیر توڑے شاہ... اپنا وحدہ پورا کرو... اس کامنہ موٹیوں
سے بھر دو۔“

جیر توڑے شاہ ہے کا انکارہ گیا... پھر انہوں نے جیر توڑے شاہ
کو باندھ دیا اور تیچے لے آئے... محل میں پہلے ہی اس کا علان گونج چکا
تھا... اور پھر باہر سے جو نبی پھرے دار مرید ہٹ گئے تھے... خفیہ
فورس اندر رہا خل ہو گئی... اب محل والے دم خود تھے... شاید انہوں
نے زندگی کے کسی لمحے میں یہ سوچا تھا کہ جیر سر توڑے شاہ
کے محل کی حاشی بھی ل جائیکتی ہے... خفیہ فورس نے پورا محل چھانا
مارا... لیکن کہیں سے بعثتے خاں کی لاش برآمدہ ہوئی... پر بیشان
ہو کر اسپکٹر جنرل کے ساتھیوں میں سے چند حاضر ہوئے۔

”سر... کہیں کوئی لاٹر فیڈیں ہے۔“

”ہاہا...“ جیر سر توڑے شاہ بیسلا۔

”اب کیلئے گا اسپکٹر ساپ... آپ تو مارے گئے، عدالت
تو آپ سے لاش کا سوال کرے گی۔“

”آپ غردد کریں... ہم عدالت کو لاش کا جواب دیں
گے۔“

”جج... جج... یہ آپ نے کیا کہا... لاش کا جواب... لاش کا
سوال... اربے باپ رے... یہ دونوں تو ہالوں کے ہام ہو سکتے
ہیں... یہ کہا سے کہتے ہیں ترکی پر ترکی جواب دینا۔“

”ہوں... خیر... کوئی بات نہیں... اب تینوں جاؤ اور محل

سے لاش نکال لاؤ... یاد رکھو... لاش کے بغیر میرے پاس نہ آنا۔
انہوں نے سخت لمحہ میں کہا۔

"اُرے باپ رے... اگر ان لوگوں نے پہلے ہی اس کو پانی
ملا کر گزٹ میں بھاڑایا ہو تو ہم بے چاری لاش کماں سے الٹیں گے۔"

"جب وہ جگد خلاش کرنا ہوگی... جہاں لاش کو پانی ملایا جائے
ہے... لاش ایسے اسی پانی نہیں من جاتی ہوگی... اس کے لیے چاٹنیں
کون کون سے کمیکل استعمال کیے جاتے ہوں گے۔"

"اوہ بہاں! یہ تو ہے۔" محمود نے فوراً کہا۔

"اگر یہ ہے تو پھر جلدی کرو... پہلے ہی بہت وقت لگ چکا
ہے۔"

"اور ان پکڑ صاحب آپ نے پھٹ پر میرے ایک آدمی کو
قتل کیا ہے... آپ کو عدالت میں اس کا بھی حساب دینا ہو گا۔"

"مغلن تکریں... جسیں جس چیز کا عدالت حساب مانگے گی،
ہم دیں گے... یہ اور بات ہے کہ ہمارا حساب آپ کو پسند نہیں آئے
گا۔"

"ویکھا جائے گا۔" بیر توزے شاہ نے بر اسامت ملیا۔

پھر وہ تینوں انہوں نکھڑے ہوئے...
لیا ہم اپنے انکھوں کو ساتھ لے جا سکتے ہیں۔"

"اگر یہ تم تینوں کا ساتھ دینا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض
نہیں ہو گا۔"

"حد ہو گئی... ہم اور ان کے ساتھ تسلیک جانا چاہیں گے...
کیسی باتیں کرتے ہو جیشید۔"

"تو پھر جائیں... آپ کو روکا کس نے ہے۔" انہوں نے
ہس کر کہا۔

وہ سکراتے ہوئے دہاں سے آگے بڑھے... انہوں نے
عمل کے دو ملازموں کو ساتھ لے لیا تھا... اب انہوں نے ایک ایک
کمرے کا ہنور جائزہ لیا... دیگر اروں کو خوب نہوک جا کر دیکھا... تسلیک
کی تحریخانے کا کوئی سراغ نہ ملا... حکم بار کروہ ایک جگہ تھہ گئے
۔"اب کیا کریں۔"

"اسلام نے جو جھٹکے خان کے بارے میں بتایا ہے...
غاظ نہیں ہو سکتا... دائم ضرور ہوا ہے... اور ایسے لوگ لاٹھوں کو
باہر کیں لے جانے کے خلفات مول نہیں لیا کرتے... وہ اندر رہی
ایسا انتظام کر رکھتے ہیں... لہذا یہاں تحریخانہ ہے ضرور... یہاں بھی
اس حرم کے لوگوں کی خیزی سرگرمیاں تحریخانوں میں انجام پاتی
ہیں... نہیں ایک بار پھر غور کرنا ہو گا۔" محمود نے کویا تقریر کر دیا۔

"اوکے... اب ہم تمام کردوں کے فرش غور سے چیک
کریں گے... کسی فرش میں کوئی فرق تو نہیں ہے... ہم دیکھ بچکے
ہیں... تمام فرشوں میں ہاٹلیں گئی ہیں... ہاٹلیں ہیں بھی بالکل ایک
جیسی... اگر تحریخانے کا دروازہ کسی فرش میں کھلتا ہے تو اس کمرے کا
فرش یا فرش کی ہاٹلیں دوسرے کردوں سے مختلف ہوں گی... نہیں

کی تصاویر ہیں... پھولوں کی تصاویر ہیں... بعض کردوں میں انسانی
تصاویر بھی ہیں... لیکن حرف اور صرف ایک کمرے میں ایک تصویر
ایک ہے... جس میں ایک انسان دوسرے کی کمر میں فخر گھونپ رہا
ہے... اور اس کے پڑے پر خوف اور تکلیف کا ایسا مظہر ہے کہ انسان
کا پچائے... میرا خیال ہے... تمہ خانہ اگر ہے تو اس کا راستا اسی
کمرے میں کہیں ہے ”

”ہو سکتا ہے ایسا ہو... لیکن ضروری نہیں۔“

میں ضروری ہی خال کرتی ہوں۔“

"چلو پھر... اس کرتے کا جائزہ حرب نور سے لے لیتے
تھے۔"

وہ فرزانہ کے ساتھ جلوجے اس کمرے میں داخل ہوتے...
اس تصویر پر ان کی نظر میں پہلے بھی پڑی تھیں... بظاہر تو آرٹ کی
حصارت کا ثبوت تھی... اور دیکھنے والا واقعی یہ محسوس کرتا تھا میں
تجھر کھانے والا اس تکلیف میں چلا ہے... جو تصویر ہانتے والا ظاہر
کرنا چاہتا ہے... انہوں نے اس تصویر کو دیوار پر سے اتار کر ایک
طرف رکھ دیا... اور دیوار کو اس جگہ سے خوب نمورت دیکھا شروع
کیا۔ لیکن کہ کام اپنے ہوئے۔ اس جگہ کو خوب نمود کا کر بھی

”اٹکل... آپ ہی کچھ کریں۔“ فرزانہ نے بگ آگ پر و فیر درود کی طرف دیکھا۔

اس فرق کا یہ جاننا ہو گا۔

”تب پھر پسلے ہاں تکوں کو گناہ جائے... ہر کمرے کے فرش کی
لئنی ہاں علمکر ہیں۔“ قارونؑ اپنے کہا۔

"ہاں ! بالکل۔" فرزانہ نے تائید کی۔

"چوگن لئے ہیں... صاراکھا جاتا ہے۔"

پھر انہوں نے تمام کر دیں کہ فرشتوں کی ٹالیں گئیں ...
 تمام کر دیں کی ٹالیں براہم تھیں ... ان کے رنگ اور ذیور زیادتی بھی باکل
 ایک جیسے تھے ... کسی میں کوئی فرق نہیں تھا... گواہ کر دیں کہ دل
 ٹالیں گئیں میں ایک بھی تھیں اور ذیور زیادتی بھی... وہ ایک بار پھر سر
 جوڑ کر پہنچ گئے... ایسے میں اپا ایک فرزانہ زور نے اچھی -

وَهُمْ

”خدا کا مکر ہے... ورنہ تم تو کچھ تھے کہ آج کی ہماری نیں
شاید تم کچھ نہ مار سکیں... چلو جلدی متاؤ... کیا مارا؟“

"میں نے ایک بات نوٹ کی ہے... اور بیل بیل اس کو خور سے چیک کیا ہے... میرا اندازہ غلطہ ثابت نہیں ہوا۔" اس نے پر جوش انداز میں کہا۔

"چلو پھر بتاؤ... و سر کیوں اسکا رعنی ہے۔" فارود قاسمی نے میرے سامنے لے لیا۔

”ہر کمرے کی دیوار پر بالکل ایک جگہ یعنی آتش والن کے اوپر ایک بڑی تصویر لگائی گئی ہے... تصور یہ مختلف ہیں... کوئی تصویر سورج الہمر نے کے مختصر کی ہے... کوئی ڈوٹے مختصر کی... یا پھر باغات

"لوکے... پسلے ہی کر دیا ہوتا۔" "انہوں نے متھلیا۔
"میا کر دیا ہوتا۔"

"یہ کہ کچھ کریں۔"

"تواب کر دیا انکل... آپ اب کچھ کریں۔"

"ہاں خرد رکھوں... کیوں نہیں... میں کروں گا... اور ضرور
کروں گا... اس آتش داں کی راکھ بٹائی جائے۔"

"لیکن ہم راکھ کے نیچے دکھے چکے ہیں۔"

"ایک بار اور دیکھو لو۔"

انہوں نے راکھ کو اوہر اور کر کے لوہے کے اس گلے
کو دیکھا... جو آگ کے لیے لکھا گیا تھا... لیکن وہاں بھی کسی تہ خانے
کا کوئی نشان نظر نہ آیا... خود پر ویسر صاحب نے بھی لوہے کے اس
گلے کو راکھیوں کی مدد سے دیکھا... لیکن پکھتہ تھا۔

"اب... اب کیا کریں... کیا ہم ناکام ہو جائیں گے اور
عدالت میں بھر توڑے شاہ کے مذاق کا نثار ملن گے۔"

"تن نہیں... ایسا نہیں ہو گا... جھنڈے خال کا اگر قتل ہوا
ہے... تو اس کا خون رنگ ضرور لا لے گا... یہاں سے اگر تہ خان
نہیں ملتا... نہ سی... اس کے قتل کا کوئی ثبوت تو مل... مل...
مل۔" فرزاد کھت کتے رک گئی... اس کی آنکھیں مارے جھرت کے
پھیل گئیں... اور پھر دو پر جوش انداز میں پکارا۔

"فائلک... یہ... یہ کیا۔"

انہوں نے اوہر اور دیکھا... کچھ نظر نہ آیا... آخر ان کی
نظر میں فرزاد کے چہرے پر جم گئیں... محمود نے بے جتن ہو کر
پوچھا۔

"جلدی بتاؤ فرزاد... کیا نظر آیا۔"

"خ... خون... خون۔"

"خون... کمال ہے خون۔" وہ پکارا۔

"خون کے چھینے... ہم نے اس قانون کی طرف زیادہ توجہ
نہیں دی... اور شاید سر توڑے شاہ اور اس کے آدمیوں نے بھی اس
طرف دھیان نہیں دیا... چھت کے میں در میان میں لگے لگے
لگئے ہیں اس عالی شان قانون کو دیکھو... اس کے نچلے حصے پر خون
کے باریک قطرے لگے ہوئے ہیں... آخر پر قطرے یہاں کمال سے
آگئے... قانون تو ہمیں ہر کمرے میں نظر آیا ہے... لیکن خون کے
چھینے سرفہرست اس کمرے کے قانون پر ہیں... تو کیا... جھنڈے خال
کا قتل اس کمرے میں ہوا تھا۔"

"یہ جانتے کے لیے ہمیں فوری طور پر اسلام کو بنا لانا ہو گا...
لیکن نہیں اسلام باہر انکل اکرام کے ماتھوں کی حفاظت میں پسلے ہی
 موجود ہے... لاجان اسے اسی لیے ساتھ لائے تھے کہ شاید اس کی
ضرورت پہنچ آجائے... محمود... تم جاؤ اور اسلام کو لے آؤ... لیکن
اس کی حفاظت کا انتظام کر کے مل میں آتا... یہ سر توڑے شاہ کی
زندگی اور صوت کا سوال ہے... اگر اسے بھک بھی پڑگی توہر ممکن

طریقہ سے اسلام کو ختم کرائے جانے کی کوشش کرے گا۔”
”مُکْرَن کرو... اب وہ شاید ہی انکی کوشش کر سکیں... ہر طرف خفیہ فورس موجود ہے۔“

”بھول... اچھا۔“

”وہ گیا اور اسلام کو ساتھ لے آیا...“

”جھٹپتے خال کا عقل کس کمرے میں ہوا تھا۔“

”اسی کمرے میں۔“ اس نے فراہ کہا۔

”واہ... جب تمہارا یامیداں... بیرون تو زست نے گولی اس کے سر پر ماری تھی۔“

”تجی ہاں... اور گولی میں کھوپڑی کے اوپر گلی تھی... یعنی اوپر والے حصے پر۔“

”اوپر دیکھیں... فانوس پر چند قطرے نظر آ رہے ہیں... کیا یہ خون جھٹپتے خال کا ہو سکتا ہے۔“

”اوہ... اس طرف تو شاید کسی کا بھی دھیان نہیں گیا... یہ ضرور اسی کا خون ہے۔“ اس نے جر ان ہو کر کہا۔

”محبوو... انکل اکرام کو بیسیں بیالو۔“

اکرام اندر داخل ہوا... اس کے چہرے پر جوش تھا۔

”معلوم ہوتا ہے... تم لوگوں نے تہ خانہ جلاش کر لیا ہے۔“

”تجی نہیں... البتہ۔“ فرزان مسکرائی۔

”البتہ کیا۔“

”البتہ تم نے چند قطرے خون کے جلاش کر لیے ہیں اور وہ خون یقیناً جھٹپتے خال کا ہے۔“

”لیا... نہیں۔“ اکرام چلایا۔

”کیوں انکل... آپ کو کیا ہوا۔“

”یہ کیسے ہو سکتا ہے... کیا ان لوگوں نے کہیں خون رہنے دیا ہو گا۔“

”وہہ یکمیں انکل... فانوس پر خون۔“

”قف... فانوس پر خون!!“ فاروقی بخلا کرہا۔

”سمیا ہوا۔“ محبوو نے چونکہ کراس کی طرف دیکھا۔

”یہ... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔“

”صد ہو گئی۔“ فرزان جھلا اٹھی۔

اکرام اکرام کی نظر میں ان چند قطروں پر جنم گئی تھیں... اس کے چہرے پر حیرت ہی حیرت آری تھی... کیونکہ یہ چہدا سے

اور خنیہ فورس کے کارکنوں کو بالکل نظر نہیں آئے تھے... اس کے

”حیرت ہے... کمال ہے... افسوس ہے۔“ اس کے مٹ سے نکلا۔

”اس میں افسوس کمال سے آپکا۔“

”افسوس اس لیے کہ ہمیں یہ کیوں نظر نہیں آئے۔“ اس نے کہا۔

"اب آپ فوراً پاکام شروع کر دیں۔"

"یوں نہیں... پسلے یہاں سر توڑے شاہ کو بلانا چاہیے۔"

اب انسیں بلایا گیا۔

"آخر ہم نے ایک چیز ٹالا ش کر لی۔"

"کیا کہا... تم لوگوں نے تھے خانہ ٹالا ش کر لیا ہے۔" تھے
توڑے شاہ ہند۔

"ہم نے تھے خانے گانٹھ نہیں بولا۔"

"تب پھر تم نے کیا ٹالا ش کر لیا ہے۔"

"جھنڈے خال کا خون۔"

"کیا کہا۔" اپنے جشید کے منہ سے لکلا۔

"تھی بات اعقل اسی کرے میں ہوا تھا... اسلام اس بات کے
گواہ ہیں اور خون کے یہ چند قطرے بھی گواہ ہیں۔"

"کون سے خون کے چند قطرے... تم لوگوں کا دماغ تو
نہیں چل گیا۔" تھے توڑے شاہ نے جلا کر کہا۔

"آپ ذرا سر اور انہانے کی رحمت کریں گے۔"

"ہاں کیوں... کیا ہوا... کس طرف انہاں سر۔" وہ غریباً

"اس طرف... قانون کی طرف... آپ نے اس قانون کو
نہیں دیکھا... نہ آپ کے کسی مرید نے دیکھا، درست آپ کو یہ دلت
ویکھنا پڑتا..."

"کون ساون... کیا کہہ رہے ہو۔"

"آپ نے اب تک قانون کی طرف نہیں دیکھا۔"

اب اس نے قانون کی طرف دیکھا... لیکن موٹی موٹی
چیزوں دیکھنے والوں کو خون کے چھباریک قطرے کہاں نظر آتے...
چدیکنڈہ تک مسلسل قانون کو دیکھنے کے بعد اس نے ہس کر کہا:

"یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔"

"آپ کی نظر تو گزور نہیں ہے جتاب۔"

"کیا مطلب؟" اس نے چوک کر کہا۔

"کیا آپ کو خون سے چند قطرے نظر نہیں آ رہے۔"

"کیا مطلب... کہاں۔"

"وہ دیکھیے... وہ رہے..."

اب فرزاد نے اٹھی کے اشارے سے قطرے دکھائے...

"یہ... یہ کیا ہے... کس کا خون ہے۔"

"یہ اس مظلوم کا خون ہے... جو رنگ لے آیا ہے... یعنی
جھنڈے خال کا... آپ نے اسے اسی کرے میں گولی ماری تھی... کیا
یہ غلط ہے۔"

"بائکل غلط ہے۔"

"تب پھر یہ خون یہاں کس کا ہے۔"

"ہو گا ہیرے کسی مرید کا... کسی کے خون کل آیا ہو گا...
اس نے ہاتھ وغیرہ جھکا ہو گا... اس یہ خون یہاں لگ گیا، اس سے یہ
کس طرح ثابت ہو گیا کہ یہ خون جھنڈے خال کا ہے۔" اس نے بلے

آواز میں جلدی جلدی کہا۔

"یہ تو لوور آسان بات ہو گئی۔" انپکڑ جشید نے۔

"آسان بات ہو گئی۔" اس کے لمحے میں حرمت تھی۔

"ہاں! آپ اس آدمی کو فوراً بلالہ کیں... جس کے خون نکل آیا تھا... اعلان کرائیں تاکہ وہ فوراً آجائے... ہم اس کا خون اس خون سے ملا کر دیکھ لیں گے۔"

"کیسے دیکھ لیں گے... خون تو ایک بیساہ تھا۔"

"سب کا خون الگ الگ ہوتا ہے... تحریرے سے فوراً پتا پہل جاتا ہے... آپ بلا کس اس مرید کو۔" انپکڑ جشید نے کہا۔

"اچھی بات ہے... میں بتاتا ہوں ایسے مرید کو۔"

پھر اعلان کیا گیا... جلدی میں کے قریب آؤی آگئے... ان کے جسموں پر کیسے اس کیں کوئی زخم تھا... لیکن یہ سب زخم تھے... دو تین دن پر ازاں کسی کے جسم پر قمیں تھا۔

"معاف کیجئے گا جتاب ایسے زخم بالکل تازہ ہیں... یہ ابھی ابھی لٹک رہے ہیں... اس بات کی تصدیق توڑا انکر ساحب بھی کر سکتے ہیں۔"

"حد ہو گئی... ایسا کون مرید آکر چلا آگیا... یہاں تو سیکڑوں مرید آتے ہیں... جاتے ہیں... اب میں اسے کہاں سے لاوں۔" اس نے جھلا کر کہا۔

"اچھی بات ہے... آپ یوں نہیں مانیں گے۔" انپکڑ

جشید نے جمل کر کہا۔

"کیا مطلب... یہ اس طرح نہیں مانتیں گے... تو کس اور طرح نہیں گے... اور آپ کو کیا معلوم یہ کس طرح نہیں گے۔"
"اب میں تھے خانہ کھول کر دکھاؤں گا اور اس میں سے لاٹ بد آمد کروں گا... لاٹ نہ لی تو لاٹ کو پانی مان کر بھانے کا انعام یعنی موجود ہو گا۔"

"ہاہاہا... انپکڑ جشید پاگل ہو گئے۔" تیر توڑے شاہ تھا۔
"نہیں... میں نہیں... آپ... یہ دیکھئے... اس آتش دان کے لوہے کے فرش کو۔"

"لیکن لا باہان... ہم اس کو دیکھے چکے ہیں۔"
"بھی تم نے اسے ہاتھوں سے ٹوٹا... اس میں کوئی بک دغیرہ نہیں ملی... لیکن میں اس کو ذرا اور طریقے سے کھولوں گا..."
یہ کہتے ہی انہوں نے تیر توڑے شاہ کو یک دم انھیا اور لوہے کے فرش پر گرا دیا۔...

فرش یک دم کی دھنکنے کی طرح یعنی گر گیا اور تیر توڑے شاہ نظر وہ کے سامنے سے عائب ہو گیا... فرش تیر اپنی جگہ پر آیا۔

"اڑتے ایسے کیا... بے چارے تیر صاحب کہاں گئے۔"
"خیجے... آدمیم بھی بیٹھیں۔"
یہ کہہ کر انہوں نے بھی فرش پر چلا گئ لگاؤی... وہ بھی

عائب ہو گئے...

"اے باپ رے... مجھے تو ذرگتا ہے۔" فاروق نے کہا۔

"لباجان... کیا آپ خبریت سے جیں۔"

"ہاں! میں خبریت سے ہوں... یقینے گدے جھٹے ہیں..."

لیکن یہ بیر صاحب خبریت سے نہیں ہیں... اب ان پر سختہ طاری ہے... کیوں کہ یہاں لاشوں کو پانی مانے کا پورا سامان موجود ہے اور اسی بڑیاں بھی ایک طرف ڈیپر ہیں... آجاؤ تم لوگ بھی۔"

انہوں نے بھی چھلانگ لگادیں... یقینے والی بڑا ہولناک مذہر تھا... اور کتنے ہی انسانوں کی بڑیاں وہاں بھری پڑی تھیں۔

"اف مالک... ہم تو ایک بخت نے خالی کی ٹالش میں لکھ تھے... یہاں تو کہی بخت نے خالیوں کی لاشیں مل گئیں... اور اب تو شاید بیر صاحب کے پاس کہنے کے لیے کچھ بھی نہیں رہ گیا ہو گا... کیوں بیر صاحب۔" یہاں تک کہہ کر فاروق خاموش ہو گیا۔

بیر صاحب کے پاس والقی کرنے کے لیے کچھ نہیں تھا... چند لمحے تک وہ نفرت زدہ انداز میں اس گھناؤ لے ماحول کو دیکھتے رہے... آخر انہوں نے اخباری نمایہوں کو فون کر شروع کیے... اور بیر صاحب گویا میں میں دھنے سے جارہے تھے... کبھی باہر نکلنے کے لیے...